سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2019

جمعرات،27-جون2019

(یوم الخمیس،23-شوال المکرم1440ھ)

سترہویں اسمبلی: دسواں اجلاس

جلد 10 : شمارہ 11

673

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ27-جون2019

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

ضمنی بجٹ برائے سال19-2018پر عام بحث

675

صوبائی اسمبلی پنجاب

سترہویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

جمعرات، 27-جون2019

(یوم الخمیس، 23-شوال المکرم 1440ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 4 بج کر 27 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر جناب پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد خالد عثمان علوی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ۝۱ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۝۲ وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۝۳
لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ
سٰفِلِیۡنَ ۝۵ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ
اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ۝۶ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ۝۷ اَلَیۡسَ اللّٰهُ
بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ۝۸

سورۃ التّین آیات 1 تا 8

انجیر کی قسم اور زیتون کی (1) اور طور سینین کی (2) اور اس امن والے شہر کی (3) کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے (4) پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو (بدل کر) پست سے پست کر دیا (5) مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے (6) تو (اے آدم زاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ (7) کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟ (8)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

کوئی لمحہ بھی تیرے ذکر سے خالی نہ ہوا
میں تیرے بعد کسی در کا سوالی نہ ہوا
تو ہے یثرب کو مدینے میں بدلنے والا
تیرے جیسا تو کسی شہر کا والی نہ ہوا
کوئی پیدا نہ ہوا تیرے مؤذن جیسا
پھر اذانوں میں کبھی سوز بلالیؓ نہ ہوا
تیری امت کے سوا اور کسی امت میں
کوئی رومیؒ نہ ہوا کوئی غزالیؒ نہ ہوا

پوائنٹ آف آرڈر

جناب آغا علی حیدر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پی پی-134 ننکانہ صاحب
میں 1955 سے رہائشیوں سے گھر خالی نہ کرانے کا مطالبہ

جناب آغا علی حیدر: جناب سپیکر! میں ایک بڑے ہی اہم مسئلے کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی-134 میں ایک چھوٹا قصبہ سید والا ہے جب 1955 میں وہاں سیلاب آیا تو پورا قصبہ ختم ہو گیا اور وہ دوسری جگہ جہاں سرکاری زمین تھی تو تقریباً سید والا پورا قصبہ وہاں آباد ہو گیا۔ 1979 میں حقوق ملکیت سب کو مل گئے لیکن وہ غریب لوگ جن کے پاس پیسے نہیں تھے وہ حقوق ملکیت نہ لے سکے۔ اب حکومت نے انہیں کہا ہے کہ وہاں سے اُٹھ جائیں، وہ تقریباً 200 سے 250 گھر ہیں جو کہ وہ 1955 سے وہاں بیٹھے ہیں اور تقریباً 700 لوگ جو وہاں بس رہے ہیں۔ انہوں نے عدالت سے بھی رجوع کیا، عدالت نے stay دے دیا اور عدالت میں ان کا کیس چل رہا ہے تو میری آپ سے request ہے کہ آپ وہ رپورٹ منگوائیں اور وہاں کے لوگوں کا حال ذرا دیکھیں کہ وہ غریب لوگ ہیں۔ وہ خود روزانہ کا -/100 سے -/200 روپے کماتے ہیں جو کہ وہ خود رات کو کھا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں request کرتا ہوں اور میری ایک humble request ہے کہ وہ رپورٹ منگوا کر ان غریب لوگوں کے لئے کچھ کیا جائے کیونکہ وہ یہاں آئے تھے اور وزیراعلیٰ جناب عثمان احمد خان بُزدار نے انہیں تسلی دی کہ ان کو وہاں سے اٹھایا نہیں جائے گا لیکن اب قصبے میں اعلان ہو رہے ہیں کہ پہلی تاریخ تک وہ جگہ خالی کر دیں یا ہم آپ کی ہر چیز گرا دیں گے۔

جناب سپیکر! براہ مہربانی میری request ہے کہ ضلع ننکانہ سے رپورٹ منگوائی جائے۔ ڈی سی اور ہوم سیکرٹری نے یہ لکھ کر دیا ہے کہ وہاں سے ان کو نہ اُٹھایا جائے لیکن پھر بھی ان کو وہاں سے اُٹھایا جارہا ہے۔ آپ مہربانی کریں اور آپ کا ان غریب لوگوں پر احسان ہوگا اور مجھے لگتا ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ آپ یہ مہربانی ضرور کریں گے اور آپ یہ مہربانی کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون! یہ واقعی بڑا genuine مسئلہ ہے کہ 1955 سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں پھر ڈی سی کی بھی یہی رپورٹ ہے تو میرا خیال ہے کہ آپ اس ڈی سی کی رپورٹ دیکھ کر اس معاملے کو خود handle کرلیں کیونکہ اگر اتنی دیر سے بیٹھے ہیں تو ان کی دادرسی ضرور ہونی چاہئے۔ آپ ذرا خود اس کو take up کریں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور/لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

تحریک
(آڈٹ پیراز سے متعلق)

MR SPEAKER: Motion for referring Audit Paras to PAC-II. Minister for Law may move the motion.

دانش سکول اور سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی آف لاہور سے متعلقہ آڈٹ پیراز برائے سال 13-2012 کو پی اے سی نمبر 1 سے پی اے سی نمبر 2 کو ریفر کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ LOCAL GOVERNMENT & COMMUNITY DEVELOPMENT (Mr Muhammad Basharat Raja): Mr Speaker I move:

> "That sixty nine audit paras for the year 2012-13 relating to Punjab Danish Schools and Centres of Excellence Authority Lahore of Schools Education Department which were referred to Public Accounts Committee No. 1 during previous Assembly and are

pending before it may be referred to PAC-II of the current Assembly for report within a year."

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That sixty nine audit paras for the year 2012-13 relating to Punjab Danish School and Centres of Excellence Authority Lahore of School Education Department which were referred to Public Accounts Committee No. 1 during previous Assembly and are pending before it may be referred to PAC-II of the current Assembly for report within a year."

(The motion was carried.)

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال19-2018پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم ضمنی بجٹ برائے سال19-2018 پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میری اس sideاور اُس sideسے بھی requestہے کہ جو ممبران پہلے بجٹ بحث میں بول چکے ہیں ان کو دوبارہ موقع نہ دیں اور جو نہیں بولے تو آپ ان کے نام دیں جو پہلے نہیں بولے۔ جناب محمد بشارت راجا! اس sideسے بھی وہ نام دیں جو نہیں بول سکے۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! یہ کیا اصول ہے؟

جناب سپیکر: یہ اصول ٹھیک ہے۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ اصول ٹھیک ہے۔ وہ اس لئے کہ آپ کے بہت سارے لوگ رہ گئے ہیں۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد اقبال خان!

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! ہم نے آپ کو لسٹ دی ہے آپ اس کے مطابق سب کو اجازت دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: یہ تو میری رائے ہے۔ اگر آپ کسی نئے شخص کو موقع نہیں دینا چاہتے تو یہ آپ کی مرضی ہے۔ اگر آپ نے کسی کو نہیں بولنے دینا تو وہ آپ کی مرضی ہے۔ آپ نے جو نام لکھے ہیں انشاءاللہ ہم وہی take up کریں گے لیکن جناب محمد بشارت راجا! اس side سے جو بول چکے ہیں ان کی لسٹ دوبارہ نہ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرح آغا!

محترمہ فرح آغا: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے آج یہ موقع دیا۔ میں اپنے وزیر اعظم جناب عمران خان، وزیر اعلیٰ جناب عثمان احمد خان بُزدار اور اپنے وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنے کم وسائل میں اتنا اچھا بجٹ پیش کیا ہے اور اس کے لئے میں بہت زیادہ ان کی مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے زیادہ بات نہیں کرنی بلکہ صرف اتنا کہنا ہے کہ یہ لوگ خواہ مخواہ کے مسئلے بناتے ہیں اگر آپ غور سے دیکھیں تو کوئی ایسے ٹیکسز نہیں لگے جیسے یہ لوگ باہر بیانات دے رہے ہیں کہ اس قدر ٹیکسز لگا دیئے ہیں کہ لوگوں پر load ہے۔ غریبوں پر تو کچھ لگا ہی نہیں آپ لوگ کہاں سے کہہ رہے ہیں کہ غریبوں پر اتنے ٹیکس لگ گئے ہیں؟ ٹیکس تو بڑے بڑے بزنس مین پر لگے ہیں، خان صاحب نے ان سے ہی پیسا نکالنے کے لئے سارے ٹیکسز کا پلان کیا ہے، 200 ایکڑ سے اوپر والے زمیندار کو ٹیکس لگایا گیا ہے۔ ہم سب نے مل کر پاکستان بنانا ہے، آپ سب کو پتا ہے کہ اس وقت ہمارے معاشی حالات کہاں جا رہے ہیں اور ہمیں کن حالات میں یہ حکومت دی گئی؟

جناب سپیکر! جہاں تک وزیر اعلیٰ کا تعلق ہے میں بہت خوش ہوں کہ ہم ایسے وزیر اعلیٰ کے underکام کر رہے ہیں اور جس طریقے سے وزیر اعلیٰ اپنے ایک normal workerکی بات سنتے ہیں میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ میں تو پہلی دفعہ اس اسمبلی میں آئی ہوں مجھے نہیں پتا کہ پہلے کیا ہو تا رہا ہے اور کیا نہیں ہو تا رہا۔

جناب سپیکر! میں بجٹ میں ہونے والی دو تین باتوں پر توجہ دلانا چاہتی ہوں جنہیں میں کیا میری ساری friends اور ہمارے سب لوگ اسے بہت appreciate کر رہے ہیں کہ ملک میں 2.5 فیصد آبادی disablesکی ہے انہیں اس دفعہ وزیر اعظم نے بہت زیادہ accommodate کیا ہے انصاف کارڈ بھی سب سے پہلے انہی کے بنیں گے، ان کے لئے jobsمیں 3 فیصد کوٹا تھا لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا تھا جس کا انہوں نے کہا ہے کہ فوراً ایکشن لیا جائے اورimplement کیا جائے گا۔ ہم لوگ ہمیشہ اپنے لئے سوچتے ہیں کیا کبھی ہم نے سوچا کہ ہم ایک بہرے، اندھے یا معذور کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں بہت فخر سے کہتی ہوں کہ میرے وزیر اعظم نے ایک ایکdisable کو ویل چیئر دینے کا اعلان کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جتنے blindہیں ان کے لئے white sticks دینے کا اعلان کیا ہے، اتنے عرصے سے حکومتیں چلی آ رہی تھیں انہوں نے کیا کیا؟ کچھ بھی نہیں کیا۔ آپ یہ دیکھیں کہ آٹھ سے دس لاکھ اندھوں کی آبادی ہے، اندھوں کے لئے کیا کیا جاتا ہے؟ انہیں تو سڑک کراس کرنے کے لئے ہم لوگوں کی helpچاہئے ہوتی ہے، جو سروے ہوا ہے میں اس کا یہ roughسا بتا رہی ہوں ممکن ہے اس سے بھی زیادہ لوگ ہوں گے جن کے ابھی نادرا کے کارڈ نہیں بنے ہوئے۔ اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ کو دل سے مبارکباد دیتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے صرف ایک اور بات کہنی ہے کہ میرا بھی زمینداری سے کچھ تعلق ہے، زمینداری کو اتنا مشکل نہیں بنایا گیا کہ ہم لوگ رونا ہی ڈال دیں کہ خان صاحب نے بجٹ میں زمینداروں کے لئے کوئی الٹا سیدھا کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے ایک گزارش کروں گی کہ اس وقت ملک جن حالات سے گزر رہا ہے ہمیں ایک دوسرے پر تنقید نہیں کرنی چاہئے۔ جب میں یہاں آئی تھی تو سمجھتی تھی کہ ایم پی اے بننا کوئی بہت عجیب سی بات ہے اور کوئی بہتsophisticated اور اچھی بات ہو گی لیکن یہاں آ کر دیکھا کہ ایک دوسرے پر باتیں کسی جاتی ہیں اور جو کچھ کہا جاتا ہے یہ انتہائی نامناسب ہے۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس وقت پاکستان کو ضرورت ہے کہ ہم سب مل کر بیٹھیں اور ایک دوسرے کو دیکھیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ شازیہ عابد!

محترمہ شازیہ عابد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ بجٹ اجلاس ہے لیکن میں آپ کی اجازت سے اپنے علاقے اور اپنے حلقے کے بہت اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ اس وقت ہم بجٹdiscuss کر رہے ہیں میں فخر سے کہتی ہوں کہ میں ضلع راجن پور سے تعلق رکھتی ہوں اور وہاں سے میرے جیسے بندے کو یہاں ہاؤس میں آنے اور یہاں بیٹھنے اور وہاں کی بات کرنے کا موقع ملا۔ وہ ایک پسماندہ ترین ضلع جو پہلے ہی سیلاب کی تباہ حالی کا شکار ہے اب وہاں حکومت کی طرف سے ایک اور آفت آئی ہوئی ہے۔ میں نے پہلے بھی یہاں پر لفٹ پمپس کاissue اُٹھایا تھا جو وہاں کا ایک بہت بڑاissue ہے۔ آپ کی ہدایت پر وہاں کے کسانوں کا کچھی کینال کے ٹھیکیداروں سے مل کر لفٹ پمپس کے ذریعے پانی کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہوا تھا لیکن اب حکومت ان لفٹ پمپس کو اکھاڑ رہی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں آپ کے ایوان میں بیٹھے ہوئے مقتدر لوگوں کے لفٹس پمپس تو legalize قرار دیئے گئے لیکن باقی لوگوں کے لفٹ پمپس کو غیر قانونی قرار دے کر انہیں اکھیڑا جا رہا ہے۔ وہاں کرینیں لگی ہوئی ہیں، وہاں کے لوگ پہلے ہی سیلاب کی تباہ کاریوں سے زبوں حالی کا شکار ہیں لیکن ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ اب حکومت کی طرف سے ان کسانوں پر آفت آئی ہوئی ہے کہ وہ لفٹ پمپس اکھاڑے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اب وہاں کپاس اور چاول کی major crops ہیں جنہیں پانی لگانا ناممکن ہو گیا ہے چونکہ ڈیزل کے ریٹ اور فصل کی inputs کی لاگت پہلے ہی اتنی زیادہ ہے۔ وہاں نہروں کا پانی جو بچا کھچا پہنچتا ہے[************] مگر وہاں کا جو غریب کسان ہے جو لفٹ پمپس سے پانی لے رہا تھا اس کا یہ قصور ہے کہ وہ غریب ہے، اس کا یہ قصور ہے کہ وہ سردار نہیں ہے اس لئے ان کے لفٹ پمپس اکھاڑے جا رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر ایوان میں بیٹھے ہوئے لغاری جو وہاں سے ووٹ لے کر آئے تھے یہ اپنی زمینوں سے شروع کریں اور اپنے دودو، تین تین فٹ کے موگے اکھیڑ دیں تو ہم اعتراض نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ایک منٹ تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔ آپ generalize نہ کریں، آپ اپنی بات کو specific رکھیں۔ آپ کا جو مسئلہ ہے اسے نام لئے بغیر اجاگر کریں لیکن generally یہ بات نہ کریں کہ بڑے سردار ہیں یا فلاں ہیں۔ انہیں اللہ نے بڑا کیا ہے اور اگر کوئی چھوٹا ہے تو وہ بھی اللہ کی طرف سے ہی ہے۔ ہم نے تو آپ کے issue کی طرف جانا ہے اس لئے آپ کو کسی کو بھی humiliate کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے تو مسئلے کا حل نکالنا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ! جس کے بارے میں آپ بات کر رہی ہیں ہو سکتا ہے وہ اللہ کے نزدیک زیادہ اچھا ہو، زیادہ بہتر ہو کیونکہ ہمیں تو کسی کا پتا نہیں ہے اس لئے یہ بات نہیں کرنی چاہئے لہٰذا میں آپ کے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر رہا ہوں۔

میں آپ کی specific بات سمجھ گیا ہوں کہ لفٹ اریگیشن والے مسئلے کو حل کرنا ہے، آپ کے ساتھ زیادتی یہ ہے کہ باقی جگہوں پر regularize ہوا ہے لیکن یہاں نہیں ہوا۔ آپ کا یہی issue ہے؟

محترمہ شازیہ عابد: جناب سپیکر! جی یہی issue ہے اور میں نے پہلے بھی یہ ایوان میں issue اُٹھایا تھا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: ہم نے اس issue کی طرف جانا ہے۔ مجھے یاد ہے آپ کا ایک سوال بھی تھا ہم نے اس وقت بھی یہ issue اُٹھایا تھا اور بات کی تھی لیکن unfortunately وہ نہیں ہوا اب ہم اس issue کو حل کرتے ہیں۔

میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ وہ خود اسے take up کریں اور ہم اسے اچھے طریقے سے حل کریں، ہم نے کسی کا دل تھوڑا دکھانا ہے بلکہ ہم نے تو آپ کا مسئلہ حل کرنا ہے۔ آپ تھوڑا سا یہ بتادیں کہ آپ کا کیسے right بنتا ہے تا کہ پھر میں بات کروں۔

محترمہ شازیہ عابد: جناب سپیکر! جیسے آپ فرما رہے ہیں اور آپ کو یاد ہے کہ کچھی کینال کے ٹھیکیداروں کے ساتھ مل کر یہ مسئلہ حل کیا گیا تھا، وہاں ان لفٹ پمپس پر حکومت کے بھی دس سے پندرہ لاکھ روپے لگے ہوئے ہیں، وہاں چھوٹے چھوٹے bridge بنے ہوئے ہیں جن میں حکومت کا پیسا لگا ہوا ہے اور لوگوں کا پیسا بھی لگا ہوا ہے مگر اتنے سالوں کے بعد اب حکومت کو خیال آیا ہے کہ وہ غیر قانونی ہیں۔ حالانکہ جناب کی ہدایت اور حکومت کے تعاون سے وہاں لفٹ پمپس لگے تھے، آپ نے اس وقت بھی ہدایت فرمائی تھی کہ نہروں کو صاف کیا جائے کیونکہ نہروں میں پورا پانی نہیں آرہا لیکن نہروں کی صفائی کی بجائے لفٹ پمپس اکھاڑ رہے ہیں لہٰذا یہ ہدایت فرمائی جائے کہ وہ لفٹ پمپس نہ اکھاڑے جائیں بلکہ نہروں کو صاف کریں اور پانی پورا کریں تو پھر وہاں کوئی issue ہی نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ کا point آگیا ہے۔ وزیر قانون! آپ اس معاملے کو ذاتی طور پر دیکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! معزز ممبر محترمہ شازیہ عابد میرے پاس تشریف لائیں اور مجھے اس بارے میں ساری تفصیل دیں۔

وزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (سردار حسنین بہادر): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (سردار حسنین بہادر): جناب سپیکر! بہتر ہوتا کہ جب جناب محمد محسن لغاری یہاں ایوان میں تشریف رکھتے تو پھر محترمہ شازیہ عابد یہ pointاٹھاتیں تاکہ وہ ان کی بات کا جواب دیتے کیونکہ وہ وزیر آبپاشی ہیں اور راجن پور سے تعلق بھی رکھتے ہیں۔ محترمہ شازیہ عابد نے فرمایا ہے کہ لفٹ پمپ کے ذریعے لوگوں نے کاشتکاری کی ہوئی ہے لہٰذا ان کو باقاعدہ اجازت دی جائے کہ وہ لفٹ پمپ کے ذریعے کاشتکاری کریں۔ نہری نظام میں پانی کی دستیابی کی صورتحال ضلع راجن پور میں باقی پنجاب کے اضلاع سے مختلف نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں مثال دیتا ہوں کہ اگر ہمارے پاس 100 کیوسک پانی ہے اور اس میں سے 10 یا 20 کیوسک پانی لفٹ پمپ کے ذریعے غیر قانونی طور پر ایسے رقبہ جات کو دیا جاتا ہے جو کہ command area میں نہیں آتے تو وہ پانی کی چوری نہیں بلکہ پانی کی ڈکیتی ہے۔ اگر پانی لفٹ پمپ کے ذریعے اُٹھایا جائے تو اس سے suffer ہونے والوں میں جناب ڈپٹی سپیکر سردار دوست محمد مزاری اور میں بھی شامل ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر (سردار دوست محمد مزاری): جناب سپیکر! ہم ٹیل میں بیٹھے ہیں اور ان لفٹ پمپوں کی وجہ سے ہمیں پانی نہیں پہنچتا۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (سردار حسنین بہادر): جناب سپیکر! ان لفٹ پمپوں کی وجہ سے ٹیل کے زمینداروں کو پانی نہیں ملتا اور جو ہیڈ کے پاس بیٹھا ہوا ہے یا جو تگڑا زمیندار ہے وہ نہر کے اندر اپنا پمپ ڈالتا ہے اور جتنا اس کا دل چاہتا ہے پانی اُٹھا لیتا ہے۔ میں ان لوگوں اور ان کے بچوں کے روزگار کے خلاف نہیں ہوں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ پہلے ٹیل کا پانی پورا کیا جائے اور اگر اس سے وافر پانی ہے تو پھر بے شک یہ لفٹ پمپ لگائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ قانونی طور پر جو موگہ جات منظور شدہ ہیں اور جو رقبہ جات command area کے اندر آتے ہیں پہلا حق ان کا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ lift irrigation pumps کب لگے تھے، یہ lift irrigation والا سلسلہ کس سال شروع ہوا تھا؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (سردار حسنین بہادر): جناب سپیکر! تقریباً پچھلے پندرہ بیس سالوں سے یہ سلسلہ جاری ہے۔

جناب سپیکر: مجھے یاد ہے کہ ہمارے دور حکومت میں یہ شروع ہوا تھا۔ ہم نے ٹیل تک پانی پہنچانے کے لئے بڑی efforts کی تھیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کسی کا حق مارے بغیر ان کا مسئلہ حل ہو۔ کیا آپ یہی چاہتے ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (سردار حسنین بہادر): جناب سپیکر! جی، بالکل سو فیصد میں یہی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر (سردار دوست محمد مزاری): جناب سپیکر! ٹیل والوں کو پانی پہلے ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اور میں اس کے حق میں ہوں کہ ٹیل کو پانی پہلے ملے، ان کا حق نہ مارا جائے اور محترمہ شازیہ عابد نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے انہیں بھی کچھ پانی مل جائے تاکہ ان کا بھی گزارا ہو سکے۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (سردار حسنین بہادر): جناب سپیکر! ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ زراعت (جناب عبدالحئی دستی): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں بھی اس حوالے سے بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ زراعت (جناب عبدالحئی دستی): جناب سپیکر! ہمیں اس حوالے سے قانون سازی میں تھوڑی سی تبدیلی کرنا پڑے گی۔ پانی چوری کا اس وقت جو قانون نافذ العمل ہے وہ اتنا زیادہ سخت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جناب عبدالحئی دستی! وہ ایک علیحدہ issue ہے اور اس کو بھی ہم دیکھ لیتے ہیں۔ ہم نے اپنے دور حکومت میں ٹیلی میٹری کا جو نظام بنایا تھا اس حوالے سے کل میری سیکرٹری آبپاشی سے بڑی تفصیلی بات ہوئی ہے۔

میں نے اسے کہا ہے کہ اس نظام کو آپ مزید بہتر کر لیں لیکن اسے بند نہ کیا جائے۔ اس ادارے کے کارکنوں کو انہوں نے ابھی تک تنخواہیں نہیں دیں۔ اس سارے issue کا مجھے علم ہے۔ جناب محمد بشارت راجا! سردار حسنین بہادر دریشک کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ ان کے حصے کا پانی انہی کو ملنا چاہئے لیکن محترمہ شازیہ عابد کا جو genuine issue ہے وہ کیسے حل کیا جائے؟ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے کوئی amicably راستہ نکالا جائے۔

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (سردار حسنین بہادر): جناب سپیکر! جناب عبدالحئی دستی نے جو point اُٹھایا ہے وہ اس حوالے سے relevant ہے کہ پانی چوری کی سزائیں قابل ضمانت ہیں۔

جناب سپیکر: ہم نے پانی چوری کی سزائیں بڑھائی تھیں۔ آپ کے پاس یہ انفارمیشن ہونی چاہئے کہ پانی کہاں سے چوری ہو رہا ہے؟ میں نے اس حوالے سے ٹیلی میٹری سسٹم شروع کیا تھا۔ میاں محمد شہباز شریف کی حکومت نے اس سسٹم کو خراب کیا اور اب اس کو دوبارہ revive کرنے کے لئے ہی میں نے سیکرٹری آبپاشی سے بات کی تھی۔ اس نظام کو جو لوگ چلا رہے تھے ان بے چاروں کو تو تنخواہ ہی نہیں مل رہی۔ پہلے اس نظام کو revive کریں اور اس کے بعد identify ہو سکے گا کہ کہاں سے پانی چوری ہو رہا ہے۔ ہم نے اپنے دور حکومت میں باقاعدہ قانون سازی کر کے پانی چوری کی سزا بڑھائی تھی۔ ہم پہلے نظام کو ٹھیک کر لیں اور سزا کو بعد میں دیکھ لیں گے۔

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (سردار حسنین بہادر): جناب سپیکر! بالکل ٹھیک ہے۔

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! waterscapes areas خصوصی طور پر ضلع بہاولنگر، راجن پور یا باقی ایسے علاقوں کا totally دارومدار canal system پر ہے اور ان علاقوں کا زیر زمین پانی بالکل کڑوا ہے۔ یہ سارا نہری نظام دھونس اور دھاندلی پر چل رہا ہے۔ ہر فصل سے پہلے ہر موگے کی نیلامی ہوتی ہے اور ہر گاؤں میں باقاعدہ اعلان ہوتا ہے کہ اگر آپ محکمہ کو پیسے دیں گے تو آپ کا موگہ properly چلے گا ورنہ نہیں چلے گا۔ اس کی width, height اور دوسری چیزیں پیسوں کے حساب سے proportionately ہوتی ہیں اسی لئے ٹیل تک پانی نہیں پہنچ پاتا۔ ایک

مسئلہ یہ ہے کہ پمپ لگا کر یا uplift کر کے پانی چوری کیا جاتا ہے جبکہ کچھ لوگ محکمہ کی ملی بھگت سے پیسے دے کر زیادہ پانی لے لیتے ہیں تو اس کا کیا سدّباب ہے اور اس حوالے سے کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر! آپ نے پچھلے اجلاس میں وزیر آبپاشی کو direction دی تھی کہ اس معاملے پر ایک دن بحث رکھی جائے لیکن وہ بحث آج تک نہیں ہو سکی۔ اس کے لئے کوئی دن مقرر کریں کیونکہ یہ بڑا sensitive issue ہے۔

جناب سپیکر: چودھری مظہر اقبال! اس issue پر کسی دن بحث بھی کر لیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب آپ یہ نہ کہنا کہ میں بار بار ایسی بات کیوں کرتا ہوں؟ آپ کی حکومت نے پچھلے دس سال تک کوئی نظام نہیں بنایا۔

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! آپ ٹھیک فرما رہے ہیں بلکہ یہ نظام خراب ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ہاں، یہ آبپاشی کا نظام خراب ہوا ہے۔ ہم نے ایک صحیح نظام بنایا تھا لیکن پچھلے دس سال میں وہ بھی خراب کر دیا گیا۔ اب ہم نے اس کو ٹھیک کرنا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس پر باقاعدہ ایک دن بحث رکھیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں briefly عرض کروں گا کہ آپ کے دور حکومت میں lift irrigation scheme شروع کی گئی تھی اور اس کے علاوہ hard areas کے ٹیوب ویلوں کے بجلی کے units کو بھی subsidize کیا گیا تھا۔ آپ کے دور حکومت میں hard areas کے ٹیوب ویلز چل رہے تھے اور lift irrigation scheme بھی چل رہی تھی۔ 2008 میں جب آپ کی حکومت ختم ہوئی اور مسلم لیگ(ن) کی حکومت آئی تو انہوں نے پنجاب میں hard areas کے ٹیوب ویلوں کی سبسڈی ختم کر دی۔ جس طرح آپ کے دوسرے منصوبے مسلم لیگ(ن) کی حکومت نے رُوک دیئے تھے اسی طرح اس منصوبے کو بھی ختم کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! میرا علاقہ میانوالی بھی hard area ہے۔ یہاں کے pumps یعنی مشینیں پرانی ہو چکی ہیں۔ آپ کا صوبہ پنجاب hard areas کے لوگوں کو 2008 تک بلوچستان کے ٹیرف پر بجلی مہیا کرتا تھا اور یہ on record ہے۔ 2008 کے بعد یہ سبسڈی ختم کر دی گئی اور ہمیں

-/11روپے سے زیادہ بجلی کے یونٹ کی قیمت ادا کرنا پڑی۔ آہستہ آہستہ کسان کی پانی لگانے کی قوت ختم ہوگئی کیونکہ وہ اس ریٹ پر بجلی نہیں خرید سکتا تھا۔ اب ہماری موجودہ حکومت نے hard areasمیں چلنے والے ٹیوب ویلوں کے لئے -/5روپے اور کچھ پیسے بجلی کے یونٹ کے نرخ مقرر کئے ہیں۔

جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ کسانوں کے لئے lift irrigation schemeکے pumpsکو لگاتار بجلی کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ اس سے ٹیل تک پانی پہنچے گا اور پانی کی چوری بھی نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ اب جناب محمد وارث شاد ضمنی بجٹ پر بات کریں گے۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔ محترمہ شازیہ عابد نے کچھ اپنا شکوہ کر دیا اور حزب اقتدار کے بنچوں کی طرف سے اس حوالے سے بارہ پوائنٹ آف آرڈر آگئے اور آپ نے کھلے دل سے ان کو بات کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ میں آپ پر اعتراض نہیں کر سکتا لیکن تھوڑی سی عرض کروں گا کہ آج چونکہ ضمنی بجٹ پر بحث کے لئے مخصوص دن ہے لہٰذا پوائنٹ آف آرڈر کے اس سلسلے کو رُوک دیں۔

جناب سپیکر! اب میں ضمنی بجٹ پر بات کرتا ہوں۔ میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ بجٹ 19-2018کے حوالے سے آج ضمنی بجٹ زیر بحث ہے پچھلے سال19-2018کے لئے 2026بلین روپے کاmain budgetپیش کیا گیا تھا۔ اس پر انہوں نے 90۔ ارب6کروڑ 97لاکھ اور 40ہزار روپےover and aboveخرچ کر لئے ہیں تو میں اس سلسلے میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا اور میں جناب کی سمع خراشی کروں گا انہوں نے آبپاشی پر جنرل2۔ ارب 83کروڑ 91لاکھ 27ہزار روپے اورWorksپر انہوں نے 67کروڑ 60 لاکھ 33ہزار روپے جو تقریباً3.5۔ ارب روپے کا بجٹ بن جاتا ہے انہوں نے آبپاشی پر خرچ کیا۔ اگر تو ضرورت پڑ جاتی ہے اور خرچہ ہوتا ہے تو کوئی بات نہیں کیونکہ حکومت کو سپلیمنٹریexpensesکرنا پڑتے ہیں اور ہم اس چیز کو سمجھتے بھی ہیں لیکن اس میں میرا اعتراض یہ ہے کہ ہمارا ایک تھل کینال سرکل ہے

جس سے میانوالی، بھکر، خوشاب، مظفر گڑھ اور لیّہ irrigate ہوتا ہے اُس میں پانی کی اتنی capacity ہی نہیں ہے جتنی اُس کی sanctioned ہے اور resultantly اُس کے 10 ہزار کیوسک پانی کے بدلے میں کبھی 4 ہزار کیوسک، کبھی 4.5 ہزار کیوسک اور کبھی 5 ہزار کیوسک پانی چل رہا ہوتا ہے تو اس کی require remolding تھی جو نہیں کرائی گئی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمد وارث شاد اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! میں یہ بات admit کروں گا کہ اس دفعہ مرکز نے 2-ارب روپے یا شاید اس سے بھی زیادہ پیسے گریٹر تھل فیز-II کے لئے رکھے ہیں لیکن میرا اعتراض یہ ہے کہ میری تحصیل نور پور تھل سیم اور تھور سے برباد ہو گئی ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ سیجر لنک سندھ سے نکلتی ہے اور میرا سینہ چیرتی ہوئی جہلم تک جاتی ہے۔ وہ ایک دریا ہے اور اُس کے after effects نے ہمیں برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ آج تک کبھی کسی حکومت نے جنرل بجٹ یا ضمنی بجٹ میں اس پر توجہ نہیں دی۔

جناب سپیکر! میں اس پر یہ کہوں گا کہ گریٹر تھل پر اربوں روپے لگے پڑے ہیں اور سیجر لنک پر بھی بہت رقم لگی ہے۔ ہمارا تھل صحرائی علاقہ ہے وہاں فیز-1 کا جتنا سسٹم بنا تھا آندھیوں سے اُس میں ٹیلے بن گئے ہیں جس کی وجہ سے وہ سارا سسٹم chock ہو گیا ہے اور جو lining ہوئی تھی وہ ختم ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! میرا شکوہ یہ ہے کہ "ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں۔" لاہور اور تونسہ کے درمیان بھکر اور نور پور تھل بھی واقعہ ہے تو ہماری طرف بھی کوئی نظر کرم ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں مہاجر کینال کی بھی بات کروں گا کہ اُس کی بھی remodeling ہونے والی ہے کیونکہ کسی حکومت نے بھی یہ نہیں کروائی۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ایک اورissueہے کہ سیلاب کے دنوں میں ہمارا arrangement ہوتا تھاPunjab Flood Control Systemہوتا تھا جو مئی میں چالو ہو جاتا تھا اور وزراء اِدھر اے سی والے کمروں میں بیٹھنے کی بجائے وہ گرمی میں پورے پنجاب میں tourکر کے اطلاع کرتے تھے۔

جناب سپیکر!میں آپ سے آج یہ شکوہ کروں گا کہ پچھلے سال اور اس سال بھی ہمیں کسی نے آکر یہ نہیں بتایا کہ منگلا یا تربیلا سے کتنا پانی آرہا ہے جس کی وجہ سے وہاں بربادیاں ہوگئی ہیں۔

جناب سپیکر!آپ نے دیکھا ہے کہ زراعت میں پچھلے سال3.8فیصد کے GDP growthکے مقابلے میں0.8فیصد ہوئی ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ یہ گورنمنٹ کی mismanagementہے اس پر گورنمنٹ کی توجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی فصلیں تباہ ہوگئی ہیں، لوگوں کے مویشی مر گئے ہیں لیکن اُس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔"روم جل رہا تھا اور میر عباس بانسری بجا رہا تھا۔"پورا پنجاب سیلاب سے برباد ہوگیا ہے اور اِدھر عیش ہی عیش ہے کیونکہ تونسہ ٹھیک ہے، لاہور ٹھیک ہے اور پنجاب جائے جہنم میں۔

جناب سپیکر!میں اب ریونیو پر تھوڑی سی بات کروں گا اور ابھی ریونیو پر بات بھی ہو رہی تھی۔جناب پرویز الٰہی تشریف لے گئے ہیں یہاں پر ایک کمیٹی بنی تھی جس میں ملک انور بھی تھے کہ جو غریب کاشتکار100 / 100کنال کے پٹے دار تھے اُن کی زمینیںretrieveکر لی گئیں اورon the floor of the Houseہم سے وعدہ کیا گیا کہ ہم اُنہیں یہ زمینیںleaseپر دیں گے۔2016-17میںleaseختم ہوئی تو آپ نے اُن کی ساری زمینیںretrieveکر لیں اور کسی کو وہاں کاشت بھی نہیں کرنے دی اُس سے پورے پنجاب کا نقصان ہوا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ نے دیہات کی کچی بستیوں پر بلڈوزر چلا دیئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وارث شاد!آپ کا ٹائم ختم ہوگیا ہے اور آپ کے ساتھیوں کی لسٹ بھی بہت لمبی ہے لہٰذا اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر!جو آپ کے مزاج میں آئے ہم قبول کرتے ہیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ سیمابیہ طاہر!

محترمہ سیمابیہ طاہر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ایاک نعبد و ایاک نستعین۔اے اللہ، ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور بے شک تُجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ "جب نگاہ ستاروں پر ہو تو راستے کی گرد کی پروا نہیں کرتے۔" جناب محمد وارث شاد نے فرمایا تو مجھے لگا کہ ان کے دور میں شاید دودھ اور شہد کی نہریں بہتی تھیں اور اب سمجھ نہیں آتا کہ وہ نہریں کیسے خُشک ہو گئی ہیں؟ جب دیکھو تو ان کی طرف سے یہ تنقید کی جاتی ہے کہ پاکستان تحریک انصاف نے کیا کیا، پاکستان تحریک انصاف نے کیا کیا، پاکستان تحریک انصاف نے کیا کیا؟ پہلے یہ تو بتائیں کہ آپ لوگوں نے پچھلے دس سال میں کیا کیا؟ پچھلی تین دہائیوں سے حکومت آپ کے ہاتھ میں تھی مگر آپ نے اس عوام کے بارے میں کبھی نہیں سوچا۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف جناب محمد حمزہ شہباز شریف فرماتے ہیں کہ جی، غریب کی پروا نہیں ہے اور غریب کو relief نہیں دیا گیا تو میں حزب اختلاف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ بتایئے کہ جس وقت آپ کی حکومت میں ایک باپ نے صرف اس لئے خودکُشی کر لی تاکہ اُس کی جگہ پر اُس کے بیٹے کو نوکری دی جاسکے تب آپ لوگوں نے کیا کیا؟ تب آپ لوگوں نے کیا کیا جب ماڈل ٹاؤن میں 14 لوگوں کا قتل ہوا لیکن اس کے باوجود آپ لوگوں نے آج تک اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا۔ تنزیلہ آپی کے منہ پر گولیاں ماری گئیں جو ایک حاملہ خاتون تھی۔ آپ لوگوں نے ان کے لئے کچھ نہیں کیا۔ آج آپ کہتے ہیں کہ ہم نے کیا کیا تو ہم نے یہ کیا کہ ہمارے وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے اگر آج سے تین دہائیاں پہلے آپ اس بجٹ کا دس فیصد بھی پیش کرتے تو یقین کریں آج پنجاب کے حالات بہت بہتر ہوتے۔ آج ہمیں جن حالات میں survive کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ مشکل فیصلے جناب عمران خان نے کئے، یہ مشکل فیصلے ہمارے وزیر قانون نے کئے، یہ مشکل فیصلے ہمارے وزیر خزانہ نے کئے اور یہ مشکل فیصلے ہمارے وزیر اعلیٰ نے کئے صرف اس لئے کہ ہماری عوام کو ریلیف مل سکے۔

جناب سپیکر! آج سے پہلے اگر یہ احساس ہو جاتا تو آپ کے دور میں کبھی بھی وہ ماں اپنے پانچ بچوں کے ساتھ خودکشی نہ کرتی۔ اس نے خودکشی صرف اس لئے کی کیونکہ غربت تھی۔ آپ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ ہم نے کیا کیا۔ ہم مساوات جیسا پروگرام لا رہے ہیں وہ پروگرام جو transgenders کے لئے ہے۔ ہم سرپرست پروگرام لا رہے ہیں جو بیواؤں، یتیموں اور ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے لئے کما نہیں سکتے اور اپنی کفالت خود نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! ہم نے اس مرتبہ سوشل سیکٹر پر focus کیا ہے اور اس پر زیادہ خرچ کرنے جا رہے ہیں۔ آپ تو وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے سوشل سیکٹر کے لئے 6۔ارب روپیہ رکھا تو صحیح لیکن اس میں سے خرچ صرف 2۔ارب روپیہ کیا۔ آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی اور اوپر سے ہم سے سوال کرتے ہیں کہ ہم نے کیا کیا؟ ہم ان تمام لوگوں کی آواز بنے جن لوگوں کو آپ نے ہمیشہ نیچے دھکیلا ہے۔ ہم ان کی آواز بنے جن کے لئے آپ نے کبھی کچھ نہیں کیا۔ یہ پاکستان تحریک انصاف کی حکومت نے کیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ یہ یاد رکھئے گا کہ یہ پانچ سال کیا انشاء اللہ اگلے دس سال بھی پاکستان تحریک انصاف کی حکومت رہے گی۔ ہم ہر وہ چیز آپ کو کر کے دکھائیں گے جو آپ نہ کر سکے۔ غریبوں کا مسیحا ہماری جماعت بنے گی۔ ہر اس شخص کا مسیحا ہماری جماعت بنے گی کہ جس کے لئے آواز آپ لوگوں نے اٹھانے کی جرأت کبھی نہیں کی۔ آپ صرف اپنے لیڈر کے لئے بولتے رہے لیکن آپ نے کبھی اتنی جرأت نہیں کی کہ آپ ان لوگوں کی آواز بن سکیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کو ایک مرتبہ پھر بہت بہت مبارک ہو کہ آپ نے کل unopposed یہ بجٹ منظور کرایا اور ثابت کیا کہ پاکستان تحریک انصاف نے جس راہ پر پاکستان کو کھڑا کر دیا ہے اور جس راستے پر گامزن کر دیا ہے انشاء اللہ پاکستان ترقی کرے گا اور پاکستان اس منزل کو پائے گا جہاں پر واقعی لوگ باہر سے پاکستان میں نوکریاں ڈھونڈنے آئیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب خلیل طاہر سندھو!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ !ان کا 2026۔ارب روپے کا 19-2018 کا جنرل بجٹ تھا۔ آج یہ کہہ رہے ہیں کہ 90۔ارب روپے ہم نے اضافی لگا دیئے ہیں اور اس کی اجازت لینا چاہ رہے ہیں۔ I will be very logical مجھے بتایا جائے کہ 2026۔ارب اور 90۔ارب خرچ کئے گئے ہیں تو ان کی منسٹر ہیلتھ کہتی ہیں کہ میں آج تک دس گیارہ ماہ میں ایک اینٹ بھی نہیں لگا سکی۔ آپ دیکھیں ڈالر 165 روپے پر چلا گیا ہے۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خلیل طاہر سندھو اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! شکریہ

اب وہ سلسلہ ناز رکھ نہیں سکتا
مجھے وہ سچ کہنے سے باز رکھ نہیں سکتا
وہ میرے حالات تو ناساز کر سکتا ہے
وہ میرے حالات ناساز رکھ نہیں سکتا

جناب سپیکر! یہ مجھے صرف اتنا بتائیں کہ یہ کس چیز کے لئے پیسے مانگ رہے ہیں۔ ان کو نو ماہ کے بعد دسواں، گیارہواں اور بارہواں ماہ شروع ہو گیا ہے۔ انہوں نے کسی بھی ڈیپارٹمنٹ میں کوئی ایک اینٹ لگائی ہو۔ یہ Administration of Justice کی بات کرتے ہیں، انصاف کی بات کرتے ہیں تو میری کمیونٹی کی بارہ تیرہ سالوں کی اکیس بچیوں کے ساتھ کیا ہوا۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر صاحب یہاں بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں کہ یہ چند دن پہلے یہ ماریہ کے گھر گئے تھے جس کے ساتھ پولیس والوں نے rape کیا تو اس پر وزیر قانون نے کیا کیا؟ میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں کہ یہ میرے سینئر ہیں لیکن ان کے لئے آپ نے کیا کیا ہے؟ تو کچھ نہیں کیا۔ آپ پھر کس لئے ٹیکس مانگ رہے ہیں، کس لئے بجٹ مانگ رہے ہیں؟ This is a totally futile exercise

جناب سپیکر! ایک تیرہ سال کی بچی نے جسٹس قاسم خان صاحب کی عدالت میں بیان دیا کہ مجھے اغواء کر کے conversion کروا رہے ہیں۔ یہاں معزز وزیر قانون جناب محمد بشارت راجا بیٹھے ہیں۔ بخدا I have lot of respect for him انہوں نے اس کے لئے کیا کیا ہے؟ ان کے لئے کیا ہوا ہے اور کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی؟ پھر یہ کس چیز کے لئے پیسے مانگ رہے ہیں۔ پہلے ایک اضافی حکومت آگئی اور اب یہ ایک اضافی بجٹ مانگ رہے ہیں۔ یہ پوری قوم کے ساتھ ایک مذاق ہے۔

جناب سپیکر! یہاں اب ادویات مہنگی ہیں اور کھاد بھی مہنگی ہے۔ آپ دیکھیں کہ پچھلے سال سونا -/45000 روپے تولہ تھا اور اب -/81500 روپے تولہ ہو گیا ہے۔ وہ لڑکیاں بے چاری جو ہاتھوں میں سونے اور چاندی پہننے کے خواب دیکھتی ہیں اب مہنگائی کی وجہ سے ان کے سر میں چاندی آئے گی کیونکہ ان کے ماں باپ اپنی بچیوں کو بیاہ نہیں سکیں گے۔ اب -/81500 روپے فی تولہ کوئی سونا نہیں لے سکتا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! آپ چوری کا پیسا واپس کر دیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! جناب مراد راس ثابت کریں۔ میں معزز وزیر جناب مراد راس کو چیلنج کرتا ہوں کہ آپ ایک روپے کی کرپشن ثابت کریں۔ We will resign آپ ایسے گردان پڑھتے ہیں اور سہارا جناب پرویز الٰہی کا لیتے ہیں کہ چودھری صاحب نے یہ کیا ہے اور یہ کیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ یہ بتائیں کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ آپ صرف اتنا بتا دیں کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ پچھلے سال سونا -/45000 روپے فی تولہ تھا اور آج -/81500 روپے فی تولہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے کھاد مہنگی کر دی جس سے زمیندار کو مار رہے ہیں۔ ہاں آج مرنے اور مارنے کی آزادی ہے۔ آج لوگ میڈیکل سٹور پر کہتے ہیں کہ ہمیں ایک دن کی شوگر کی دوائی دے دیں، ہم کل بلڈ پریشر کی نہیں لیں گے پرسوں لے لیں گے۔ ہماری وزیر صاحبہ بہت اچھی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے ہمیشہ ان کی عزت کی ہے۔ یہ بہت چھاپے بھی مارتی ہیں۔ انہوں نے ایک ڈاکٹر کو جس نے وزیر کا فون ریکارڈ کیا اسے دو دن کے لئے معطل کیا اور پھر اس کو بحال کر دیتی ہیں۔ انہوں معلوم نہیں کیا مجبوری آئی تو انہوں نے اسے بحال کر دیا۔ یہاں میری بہن نے کہا کہ خود کشی کی گئی تو اس نے کیوں خود کشی نہیں کی جو کہتا تھا کہ میں آئی ایم ایف کے پاس نہیں جاؤں گا اور خود کشی کر لوں گا۔ وہ پھر آئی ایم ایف کے پاس گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ یہ totally futile exercise ہے۔ میں تحریک انصاف کی حکومت کی بات کر رہا ہوں میں جناب پرویز الٰہی کی حکومت کی بات نہیں کر رہا یہ بتائیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہ سپیکر کے پیچھے چھپنا چھوڑیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! یہ چھپ بھی نہیں سکتے۔ یہ اپنے بارے میں کچھ بتائیں کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ یہاں منسٹر اقلیتی امور بیٹھے ہیں۔ یہ میرے بھائی ہیں اور مجھ سے سینئر ہیں۔ We were both in youth یہ تو اب بھی young ہیں میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں۔ یہ ویسے مجھ سے سینئر تھے۔ یہ مجھے بتائیں کہ ہائی کورٹ نے ایک judgment دی، آپ نے جناب محمد بشارت راجا کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی۔ میاں محمود الرشید یہاں نہیں بیٹھے کیونکہ آج کل جو بھی وزیر اعلیٰ کا دعویٰ کرتا ہے وہ جیل جاتا ہے اس لئے آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو گئے ہیں کیونکہ وہ نیب میں چلا جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے بھائی میاں محمد اسلم اقبال سے صحافی نے سوال پوچھا Are you a candidate for the Chief Minister? تو انہوں نے آگے سے جواب دیا کہ نہ نہ مہربانی میں نیب میں جانا چاہتا ہوں اور نہ ہی میں ایسا کام کرنا چاہتا ہوں، میں ان کے بارے میں کوئی personal بات نہیں کر رہا کیونکہ وہ میرے دوست ہیں لیکن آپ نے کمیٹی بنائی ہے۔

جناب سپیکر!میں نے موجودہ معزز منسٹر انسانی حقوق و اقلیتی امور کو اور ان کی ممبر محترمہ شُنیلا رُوت جو کہ اب ایم این اے ہیںwhen I was the minister forconsecutive five years ان کو پانچ سال تکminorities fundدیا اور انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر!وزیر خزانہ میرے بھائی ہیں ہم نے آخری سال میںminorities کے لئے ایک ارب80 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا اور اب انہوں نے اس میں بھی80 کروڑ روپے کا cutلگا دیا ہے لہٰذا ہمارے ساتھ pensionersوالا سلوک کیا جا رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق(جناب مہندر پال سنگھ):جناب سپیکر!معزز ممبر جناب خلیل طاہر سندھو!جھوٹ مت بولیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب مہندر پال سنگھ!آپ کو اگر کسی بات کا نہ پتا ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:.No cross talkجناب خلیل طاہر سندھو!آپChairسے بات کریں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر!یہ جناب مہندر پال سنگھ ہیں لہٰذا میں ان کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔[****************]

جناب سپیکر!مہربانی کر کےminorities کا بجٹ بڑھائیں اور آج یہ جو 90-ارب روپے سے زائد بجٹ مانگ رہے ہیں تو یہ بتائیں تو سہی کہ یہ 90-ارب روپے لگانے کہاں پر ہیں اور پہلے کا بجٹ کہاں پر لگایا ہے؟

جناب سپیکر!اس لئے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمیں اس بات کی وضاحت چاہئے ورنہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ جتنے بڑی بڑی گاڑیوں والے ہیں ان کی گاڑیوں کو لوگ سڑک پر جلائیں گے،غریب اب باہر آرہا ہے اب غریب آدمی چُپ کر کے نہیں بیٹھے گا کیونکہ جس قسم کا حال انہوں نے پورے ملک کا کر دیا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر696الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں گے پہلے یہ کہتے رہے ہیں کہ ہم آئی سی یو سے باہر نکلے ہیں اور اب یہ بیان نزعی دینے والے ہیں، dying declaration دینے والے ہیں لہٰذا اب یہ کھیل ختم ہونے والا ہے، ان کو لانے والے بھی پچھتا رہے ہیں کہ یہ ہم سے کیا غلطی ہو گئی ہے؟

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ it's a total futile exercise اور بجٹ کے لئے جو یہ 90- ارب روپے مانگ رہے ہیں یہ ان کا مطالبہ بالکل غلط ہے اس کو مسترد کیا جائے آخر میں، میں یہ صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں اور میں اس کا ترجمہ نہیں کروں گا۔

اکھراں وِچ ھنیری چُلے
تے سوچاں وِچوں لہو پیا ڈُلے
ترے تاج محل نئ رہنے
پاویں سڑ جان ساڈے کلے
ترا بوٹا مڈوں پٹنا
نویں رُت دے پہلے بھلے

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ ام البنین اپنی بات کریں۔

محترمہ اُم البنین علی: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر بہبود آبادی (جناب محمد ہاشم ڈوگر): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر بہبود آبادی (جناب محمد ہاشم ڈوگر): جناب سپیکر! میں humble request کرنا چاہوں گا کہ ابھی جو لطیفہ ایک خاص کمیونٹی کے بارے میں سنایا گیا ہے اس کو کارروائی سے حذف کروایا جائے کیونکہ کسی بھی کمیونٹی کا اس طرح ہاؤس میں مذاق نہیں بنانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب خلیل طاہر سندھو کا لطیفہ کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمد وارث شاد! آپ relevant بات کیجئے گا۔ منسٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ (شور وغل)

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! یہاں پر جو مرضی کھڑا ہو کر جو مرضی بولنے لگ جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وارث شاد! آپ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں لہٰذا آپ درگزر کر دیں۔ اب وزیر خزانہ کچھ بات کریں گے۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (مخدوم ہاشم جواں بخت): جناب سپیکر! شکریہ۔ ابھی معزز ممبر ضمنی بجٹ کے حوالے سے کہہ رہے تھے کہ یہ 90۔ارب روپے کا بجٹ رکھا ہے تو میں ان کو اس بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ آپ کے 56۔ارب روپے کے واجبات اس بجٹ میں شامل ہیں جو کہ آپ چھوڑ کر گئے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کرتا چلوں کہ یہاں پر minorities کا ذکر کیا گیا ہے تو انہوں نے اپنے آخری سال کے ADP میں ایک ارب 16 کروڑ روپے رکھے تھے جب یہ کہتے ہیں کہ 635۔ارب روپے کا بجٹ تھا اس کا 0.13 فیصد بجٹ رکھا ہم نے اپنے چھوٹے ADP میں بھی ایک ارب روپے کا بجٹ رکھا ہے جو کہ 0.29 فیصد ہے جو کہ ان کے بجٹ کے لحاظ سے دُگنا سے بھی زیادہ بنتا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ ام البنین علی! اب اپنی بات کریں۔

محترمہ ام البنین علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ اپوزیشن کی طرف سے جمہوری عمل میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی گئی اس کے باوجود ہمارے ذہین ترین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ وزیر خزانہ نے 14۔جون کو وزیر اعلیٰ جناب عثمان احمد خان بُزدار کی سرپرستی میں steel nerves کے ساتھ نہایت احسن طریقے سے صوبائی بجٹ 20-2019 پیش کیا۔ لائق فائق مریم نواز جن کے پاس کوئی skill نہیں سوائے اس کے کہ وہ میاں محمد نواز شریف کی بیٹی ہیں وہ ہمارے وزیر اعظم کو مہنگائی پر تنقید کا نشانہ بناتی نظر آتی ہیں۔ کیا ان کے دور میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی تھیں جو یکدم ہمارے آنے سے سوکھ گئی ہیں اس وقت تو صاف پانی کا رہائشی علاقوں میں ملنا بھی محال تھا میں دور دراز علاقوں کی بات نہیں کر رہی بلکہ میاں محمد نواز شریف کی اپنی

by election campaignکے constituency بھی صاف پانی سے محروم تھی؟ہم جب سلسلے میں ان کی constituency میں گئے تو وہاں بجلی کی ننگی تاریں لٹک رہی تھیں اور غلیظ گٹروں کا پانی پینے کے صاف پانی میں مکس ہو کر گھروں میں جارہا تھا جو لوگ چونگی امر سدھو میں ہمارے ساتھ شامل تھے وہ بھی اس ground reality سے واقف ہیں۔ یہ کسان کی بات کرتے ہیں کیونکہ اب ان کے دل میں کسان کے لئے بہت درد جاگ گیا ہے ان کے دور میں کسان نے ان کی غلط پالیسیوں کے باعث نہایت تکالیف اُٹھائی ہیں۔ انہوں نے یہاں پر پیدا کردہ اشیاء کی نفی کرتے ہوئے انڈیا سے دالیں، سبزیاں اور کپڑا امپورٹ کیا اور یہاں سے کوئی بھی چیز export نہیں کی گئی that was the very damaging period for the Pakistan economy. اس وقت انڈیا کو Most Favuored Nation قرار دیا گیا جس کی بعد میں denial کی statement دی گئی۔ ان کے ذہین ڈرائیورز ان سے ڈالر کے متعلق تشویش کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں کہتی ہوں کہ ان کو فتین بھی بنائیں ان کی معلومات میں اضافہ کریں سابق وزیر خزانہ اسحاق ڈار the most corrupt Finance Minister ever in the history of Pakistan نے dollar artificially کو below hundred رکھا ہوا تھا جس کی وجہ سے معیشت پر بہت بُرے اثرات مرتب ہوئے اور یہی اپنے سدھی کے مین ڈرائیور بھی تھے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ منی لانڈرنگ کی گئی اور معیشت کو بُری طرح نقصان پہنچایا گیا ہماری حکومت ڈالر کو real value پر لے کر آرہی ہے تاکہ ملک کی economy کو بہتر کیا جاسکے۔ سابقہ حکومت کا 685۔ارب روپے کا بجٹ تھا جس پر جناب محمد حمزہ شہباز شریف نے بڑا فخر کیا ہے لیکن اس میں سے صرف 411۔ارب روپے صرف کئے گئے باقی سب کاغذی بجٹ تھا۔ یہ ٹیکس لگانے پر چیختے ہیں کیونکہ عوام کو ٹیکس دینے کی عادت ہی نہیں ڈالی گئی جبکہ کوئی بھی state tax کی وصولی سے ہی چلتی ہے نہ کہ قرضے لے کر چلتی ہے۔ اس وقت قرض لینا ہماری سب سے بڑی مجبوری بن گیا ہے ہم نے لوگوں کو انشاءاللہ ٹیکس دینے کی طرف لے کر آنا ہے۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں وسائل کی کمی اور مشکل ترین اقتصادی صورتحال کے باوجود کامیاب ترین بجٹ پیش کیا گیا۔ یہ بجٹ پنجاب کی عوام کو بیماری، غربت، افلاس اور جہالت کے اندھیروں سے باہر نکالے گا۔ یہ ایک عوام دوست بجٹ ہے جس میں پسماندہ علاقوں کو برابر کی ترجیح دی گئی ہے۔ اس بجٹ کی بنیاد ہی Punjab Growth Strategy پر رکھی گئی ہے۔ 2300-ارب روپے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے اور سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے 350-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، wind up کریں۔

محترمہ ام البنین علی: جناب سپیکر! یہ بجٹ ریاست مدینہ کی طرف پہلا قدم ہے۔ اس بجٹ کے اہم خدوخال یہ ہیں کہ حکومتِ پنجاب صوبہ بھر میں وسائل کی منصفانہ تقسیم پر یقین رکھتی ہے۔ جنوبی پنجاب کا بجٹ جنوبی پنجاب کا ہی ہو گا۔ پنجاب احساس پروگرام میں باہمت بزرگ، معذور افراد، بیواؤں، یتیم بچوں کی کفالت، فنکاروں اور ہنر مندوں کی مالی امداد میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ہے۔ Transgender طبقہ جو totally ignore ہے اُن کی فلاح و بہبود کے لئے مساوات پروگرام کا آغاز کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! Wind up کریں۔

محترمہ ام البنین علی: جناب سپیکر! پناہ گاہ کا منصوبہ پہلے ہی کامیاب پروگرام ہے لہٰذا احساس پروگرام کے تحت اس کو پورے پنجاب میں یقینی بنایا جائے گا۔ انصاف صحت کارڈ، تعلیم، صحت اور صاف پانی کی فراہمی یقینی بنائی جائے گی۔ چھوٹے اور انٹر میڈیٹ شہروں میں تمام بنیادی سہولتوں کی فراہمی پنجاب حکومت کا متن ہے۔ پنجاب کے پانچ شہروں کو پہلی بار ماسٹر پلاننگ کے ذریعے شہری سہولیات فراہم کی جائیں گی۔ یہ بجٹ ریاستِ مدینہ کی طرف انشاءاللہ پہلا قدم ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، بہت شکریہ۔ جناب بلال فاروق تارڑ!

وزیر اقلیتی امور و انسانی حقوق (جناب اعجاز مسیح): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب بلال فاروق تارڑ کے بعد آپ بات کریں گے۔ ایک حکومتی ممبر اور ایک اپوزیشن سے ممبر بات کریں گے۔

جناب بلال فاروق تارڑ: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ معزز وزیر خزانہ نے 56۔ارب روپے ہمارے ذمے لگائے ہیں لیکن 56۔ارب والی ہماری کارکردگی بھی ہے اور منصوبے بھی ہیں۔ موجودہ پنجاب حکومت کی جو ناقص کارکردگی پچھلے ایک سال رہی ہے اس حساب سے اِن کو ایک روپیہ بھی مانگتے ہوئے شرم آنی چاہئے تھی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ 90۔ارب روپے کا ضمنی بجٹ ہے جس میں ڈویلپمنٹ کا حصہ صرف ایک ارب روپے ہے۔ اگر پبلک ہیلتھ اور دوسرے منصوبوں کو بھی ساتھ ملالیں تو یہ دو تین ارب روپے سے زیادہ رقم نہیں بنتی۔ پہلے ADP جو میاں محمد شہباز شریف نے propose کیا تھا وہ 650۔ارب روپے کا تھا لیکن پچھلے سال آپ اُس کو 250۔ارب پر لے آئے اور اس سال 350۔ارب پر لے آئے ہیں حالانکہ ڈویلپمنٹ بجٹ کسی بھی گورنمنٹ کی معیشت کی backbone اور growth کا میکنزم ہوتا ہے۔ جب تک آپ ڈویلپمنٹ کے لئے بجٹ مختص نہیں کریں گے تب تک نوکریاں پیدا ہوں گی، کاروبار چلیں گے اور نہ ہی کوئی انڈسٹری بنے گی۔ اگر آپ نے ڈویلپمنٹ کے لئے ضمنی بجٹ میں پیسے نہیں مانگے تو پھر کس چیز کے لئے مانگ رہے ہیں؟ آپ 27 کروڑ روپے پولیس کے لئے مانگ رہے ہیں لیکن آپ کو کچھ یاد ہے کہ پچھلے ایک سال میں آپ نے پولیس کے ساتھ کیا کیا ہے اور آپ کی کارکردگی کیا ہے؟ آپ کی کارکردگی صرف یہ ہے کہ ہر تین مہینے بعد آپ نے آئی جی بدلے ہیں۔ آپ نے پولیس کو غیر سیاسی کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن ایک ہفتے کے اندر آپ نے ناصر درانی صاحب کو یہاں سے بھگایا لہٰذا یہ آپ کی کارکردگی ہے۔ پولیس ریفارمز کا آپ وعدہ کر کے آئے ہیں تو وہ کمیشن کہاں ہے جس نے پولیس ریفارمز کرنے تھے؟

جناب سپیکر! میں نے ایک سادہ سا سوال اسمبلی میں جمع کروایا کہ پولیس ریفارمز کا جو کمیشن تھا اُس کی آج تک کتنی ملاقاتیں ہوئی ہیں، کتنی میٹنگز ہوئی ہیں، کس نتیجے پر پہنچا ہے اور اُس کی رپورٹ کب پیش کی جائے گی لیکن اس سوال کا جواب اسمبلی میں نہیں دیا جارہا جبکہ یہ 27 کروڑ روپے مزید مانگ رہے ہیں؟ یہاں کرائم ریٹ بڑھ رہا ہے اور تھانوں کا حال پہلے سے ابتر ہو چکا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایک اور محکمہ جس کا میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی ذکر کیا تھا وہ پبلک ہیلتھ کا محکمہ ہے جس کو ایوان میں اُس طرف بیٹھے لوگ اور لیڈر بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اکثر ٹی وی پر یہ بیان دیئے جاتے ہیں کہ یہ گلی نالی کی سیاست کرتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے پولیس کے حوالے سے بہت اچھا اور بڑا relevant point raise کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں پولیس ریفارمز پر دونوں sides سے اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کی طرف سے ایک detailed debate ہونی چاہئے۔ وزیر قانون! اگلے سیشن میں پولیس ریفارمز پر debate ہو تو بہت اچھا ہو گا۔ آپ اِس پر ذرا respond کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ آج ہمارے دوست ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں حالانکہ کل انہوں نے اپنی طرف سے لاء اینڈ آرڈر پر ایک کٹ موشن بھی دی ہوئی ہے۔ میں اِن سے request کروں گا کہ مناسب یہ رہے گا کہ کل یہ اپنی کٹ موشن پر بات کریں تا کہ میں اُس کا جواب دے سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ بہتر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! دوسرا جس طرح آپ نے فرمایا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ہمیں سنجیدہ ماحول میں تجاویز دیں تو اِن سے کون تجاویز نہیں لیتا؟ ہم اِن کی رائے سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ تھوڑا سا seriously take up کریں۔ ابھی جس طرح میرے بھائی جناب محمد وارث شاد اور باقی بھائی جذبات میں بات کر رہے تھے تو ایسا نہ کریں۔

جناب سپیکر! پچھلے دو دنوں سے ماحول دیکھ لیں اور آج حاضری کی خاطر ان کا جوش جذبہ دیدنی ہے۔ کل جب ہم فنانس بل پیش کر رہے تھے تو اُس وقت انہوں نے انتہائی تحمل کا مظاہرہ کیا لیکن ظاہری بات ہے کہ پیچھے سے ڈانٹ پڑی ہو گی اس لئے آج جذبہ لازمی تھا۔ میں بات ختم کرتا ہوں کہ پنجاب میں ایک مثال ہے کہ "ویلے دیاں نمازاں تے کویلے دیاں ٹکراں" یہ آج ویسے ٹکر مار رہے ہیں لیکن بجٹ کل پاس ہو چکا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب بلال فاروق تارڑ! اپنی بات کریں۔

جناب بلال فاروق تارڑ: جناب سپیکر! ایک اور محکمہ جس میں ضمنی گرانٹ مانگی جا رہی ہے، اُس کا ADP کا بجٹ انہوں نے 30۔ارب روپے سے slash کیا یعنی آدھے سے بھی کم پر لے آئے ہیں۔ اُس پبلک ہیلتھ کے محکمے کو یہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اُس کو یہ گلی نالی کی سیاست کہتے ہیں حالانکہ گلی نالی کی سیاست بہت ضروری ہے کیونکہ اس سے عام پاکستانی کی زندگی متاثر ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! صرف میرے حلقے میں پبلک ہیلتھ کی 60 کروڑ روپے کی سکیمیں تھیں لیکن صرف ڈیڑھ کروڑ روپیہ جاری کیا گیا اور وہ بھی پورا نہیں لگا۔ جن پراجیکٹس کو میاں محمد شہباز شریف شروع کر کے گئے تھے اُن کا اگر یہ حال ہے تو کس بات پر یہ پبلک ہیلتھ کے لئے مزید ایک ارب روپے مانگ رہے ہیں؟ آپ، میں اور ہم سب روزانہ اپنے حلقے میں فاتحہ پڑھنے جاتے ہیں تو کبھی دیکھیں تو سہی کہ کتنے لوگ آپ کو بتاتے ہیں کہ کسی waterborne disease کی وجہ سے یہ شخص جان کی بازی ہار گیا ہے جس کا یہ لوگ مذاق اڑاتے ہیں۔ آپ نے ADP میں پہلے ہی cut لگا دیا ہے تو پھر ضمنی گرانٹ کس چیز کے لئے مانگ رہے ہیں حالانکہ میاں محمد شہباز شریف کے سارے منصوبے آپ نے بند کر کے رکھے ہوئے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں Communication Department کے لئے 33 کروڑ روپیہ مانگا جا رہا ہے حالانکہ آپ اور میں جانتے ہیں کہ پچھلے دس سالوں میں اس ڈیپارٹمنٹ نے کتنے rural roads بنائے ہیں۔ ہر دیہات کو rural road لگتا ہے جس کو خادم اعلیٰ رورل روڈز پروگرام کہتے ہیں اور ایوان میں حکومتی بنچوں پر بیٹھے لوگ بھی یہ جانتے ہیں کیونکہ انہی سڑکوں پر جا کر انہوں نے عوام سے ووٹ مانگے ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے ایک سال میں کوئی ایک روڈ بھی نہیں بنایا گیا۔ یہ صرف میرے حلقے یا میرے ضلع کا حال نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کا یہی حال ہے جبکہ 33 کروڑ روپے مزید مانگتے ہیں لیکن بتائیں کہ آپ کی کارکردگی کیا ہے؟ پہلے آپ کو اپنی کارکردگی کو justify کرنا پڑے گا۔ اب لوکل گورنمنٹ کے لئے 8۔ارب روپے مانگے جا رہے ہیں، وہ لوکل گورنمنٹ جس کے فنڈز پچھلے

ایک سال کے لئے freeze کئے گئے، وہ لوکل گورنمنٹ جو ہر شہری کی زندگی کو متاثر کرتی ہے لیکن گلی بنانے دی گئی، نالی بنانے دی گئی اور نہ ہی کوئی سڑک بنانے دی گئی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹ کے وہ نمائندے جو لاکھوں کروڑوں لوگوں سے ووٹ لے کر آئے تھے اُن کو گھر بھیج دیا گیا لہٰذا بتائیں کہ یہ 8۔ارب روپیہ کس چیز کا مانگ رہے ہیں اور کدھر لگایا ہے؟ روزانہ ہیلتھ اور ایجوکیشن کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے لہٰذا آپ ہیلتھ اور ایجوکیشن کے لئے ہم سے ضمنی گرانٹ مانگ لیتے لیکن وہ آپ کی priority نہیں ہے اور بیس سال یہ باتیں کر کر کے عوام کو بے وقوف بنایا گیا۔ آپ نے ADP میں ایجوکیشن کا بجٹ بھی کم کیا ہے اور ہیلتھ کا بجٹ بھی کم کیا ہے۔ اس ضمنی بجٹ میں ہیلتھ کی کوئی demand ہے اور نہ ہی ایجوکیشن کی ہے۔

جناب سپیکر! اب آپ بات کر رہے ہیں کہ سٹیٹ آف دی آرٹ ہسپتال بنائیں گے لیکن وہ اسی طرح سٹیٹ آف دی آرٹ ہوں گے جس طرح Peshawar Bus Rapid Transit Project سٹیٹ آف دی آرٹ ہے۔ ہسپتال بنانے والے لوگ اور تھے جو مناواں، شاہدرہ سے لے کر مظفر گڑھ اور بہاولپور سے لے کر راولپنڈی کے RIC تک ہسپتال بنا گئے ہیں لیکن اب ان کی حالت اتنی ابتر ہے کہ کاش! اس حکومت نے غریبوں کو مفت دوائیاں دی ہوتیں اور زبان سے کہا ہوتا کہ ہم نے مفت دوائیاں دی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کاش! کہ آپ نے نئے سکول بنائے ہوتے اور کہا ہوتا کہ ہم نے نئے سکول بنائے ہیں اس کے لئے گرانٹ دیں۔ آپ اپنی شاہ خرچیوں کے لئے گرانٹ مانگ رہے ہیں جو کہ ہمیں کسی صورت منظور نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آخری گزارش یہ ہے کہ تحریک انصاف اپنے آپ کو پڑھی لکھی جماعت کہتی ہے اور آج supplementary Budget topic ہے لہٰذا اگر یہ اسی پر بات کریں تو زیادہ پڑھی لکھی بات ہو گی اور ہمیں general discussion نہ سنائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مہندر پال سنگھ! کوشش کریں کہ no personal hits

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق(جناب مہندر پال سنگھ): جناب سپیکر!شکریہ۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے ایک ارب 80 کروڑ روپے کی بات کی تو یہ ثابت کر دیں تو میں انہیں مان جاؤں۔ انہیں شاید مغالطہ لگ گیا ہے کیونکہ 17-2016 کے بجٹ میں صرف 80 کروڑ روپے رکھے تھے جس میں سے صرف 47 کروڑ روپے پورے پنجاب کی minorities کے لئے دیئے۔اس کے بعد 18-2017 میں انہوں نے ڈویلپمنٹ فنڈ 85 کروڑ روپے رکھے تھے جس میں سے صرف 47 کروڑ روپے allocate ہوئے۔اسی طرح 18-2017 میں نان ڈویلپمنٹ فنڈ 31 کروڑ روپے رکھے جس میں سے صرف 11 کروڑ روپے allocate کئے۔ یہ figures کی سب ڈرامہ بازیاں ہمیں نہ سکھائیں کیونکہ ہمیں ان کا سب پتا ہے۔ جس طرح انہوں نے ماریہ کی بات کی تو انہوں نے پچھلے دس سالوں میں جوزف کالونی میں جو کیا، جو گوجرہ میں کیا اور جو شانتی نگر میں کیا کہ پوری پوری آبادیاں انہوں نے تباہ کروا دیں۔ ان کا جواب دے دیں کیونکہ کبھی بھی انہیں اتفاق نہیں ہوا کہ وہاں کا visit کرتے اور اس لئے visit نہیں کئے کہ وہاں پر انہیں جوتے پڑنے تھے اس لئے یہ وہاں پر نہیں جا سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!دس سالوں میں انہیں توفیق نہیں ہوئی کہ ایک دفعہ جنوبی پنجاب کا چکر لگا لیتے اور وہاں پر minorities کے حالات دیکھ لیتے۔ وہاں پر چرچوں اور مندروں کے حالات دیکھ لیتے لیکن یہاں پر آج ہمیں باتیں سنا رہے ہیں۔ جس طرح جناب محمد بشارت راجا نے کہا کہ انہیں میں سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر!وزیر صحت ڈاکٹر صاحبہ سے گزارش کرتا ہوں کہ کوئی ایسی ویکسین ایجاد کر دیں کہ ان کو لگائیں کیونکہ دس مہینے ہو گئے ہیں لیکن ان کی تکلیف ابھی تک ختم نہیں ہو رہی اور انہیں سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ ہار چکے ہیں لہٰذا انہیں وہ ویکسین لگا دیں تاکہ انہیں پتا لگ جائے کہ یہ ہار چکے ہیں اور اس کے بعد انہیں کبھی بھی موقع نہیں ملے گا۔ شکریہ(نعرہ ہائے تحسین)

MR KHALIL TAHIR SINDHU: Mr Speaker! Point of personal explanation.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں۔ جناب خلیل طاہر سندھو!آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ عنیزہ فاطمہ!

محترمہ عنیزہ فاطمہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ تو سنا ہے کہ سالانہ امتحان میں جس کی compart آ جاتی ہے تو اسے سپلیمنٹری امتحان دینا پڑتا ہے لیکن مجھے بھی یہی لگتا ہے کہ ان کی حکومت سالانہ بجٹ میں فیل ہوئی ہے اس لئے انہوں نے اب ضمنی بجٹ پیش کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR DEPUTY SPEAKER: Mohtrama! You can't do reading without asking the Chair, you have to take permission from the Chair for reading...

محترمہ عنیزہ فاطمہ: جناب سپیکر! مجھے لکھی ہوئی تقریر پڑھنے کی اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بات کریں۔

محترمہ عنیزہ فاطمہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ ان کی سادگی کے سارے دعوے دھرے کے دھرے ہیں۔ یہ انتہائی افسوسناک امر ہے کہ انہوں نے جتنے وعدے کئے یہ تمام وعدوں میں ناکام ہو چکے ہیں اور بُری طرح عوام کے سامنے ذلیل ہو چکے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"آواز نہیں آ رہی" کی آوازیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House محترمہ آپ دوسرے مائیک پر آ جائیں کیونکہ یہاں سے آواز نہیں آ رہی۔

محترمہ عنیزہ فاطمہ: جناب سپیکر! یہ حکومت چلانے اور عوام کو deliver کرنے میں بُری طرح ناکام ہوئے ہیں اور آخر ضمنی بجٹ کے ذریعے اپنی ناکامی چھپانا چاہتے ہیں۔ ان کی ترجیحات صحیح نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے عوام کو کسی قسم کا کوئی ریلیف نہیں دیا۔

جناب سپیکر! ان کے دور میں ہر شعبہ ہائے زندگی کے لوگ رو رہے ہیں۔ انہوں نے 2018-19 کے بجٹ میں عوام کے لئے کیا دیا تھا؟ ہسپتالوں کے لئے کیا کام کیا ہے، کون سا نیا equipment ہے یہ لے کر آئے ہیں اور کون سا ایسا نیا وارڈ ہے جو انہوں نے بنایا ہے تو انہوں نے وہ بجٹ کہاں لگایا ہے؟

جناب سپیکر! انہوں نے ایجوکیشن کے لئے جو بجٹ رکھا تھا تو بتائیں کہ کہاں کوئی نیا سکول بنایا ہے؟ انہوں نے کون سے سکول میں اساتذہ بھرتی کئے ہیں بلکہ ان کے دور میں تو اچھے اساتذہ سکول چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ ہسپتالوں سے ڈاکٹر نوکری چھوڑ کر جا رہے ہیں اور یہ باتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب ہم ان سے بات کرتے ہیں کہ ان کی حکومت نے کیا کیا ہے تو کہتے ہیں کہ "ان کی حکومت میں یہ ہوا اور ان کی حکومت میں وہ ہوا۔" جب ہم ان کی حکومت کی بات کرتے ہیں تو یہ اپنی نالائقیوں کو چھپاتے ہیں، یہ اپنی کمزوریوں اور نالائقیوں کو چھپاتے ہیں یہ تو خود نااہل اور نالائق لوگ ہیں اور انہیں کچھ بھی نہیں سمجھ آتا۔ انہوں نے کون سی ایسی سڑک بنائی ہے سوائے چند ایک اہم اعلیٰ افسران کے گھروں کے آگے سڑکیں بنانے کے عوام کے لئے کوئی سڑک نہیں بنائی۔ صرف اہم سرکاری افسران کے گھروں کے آگے سڑکیں بنا رہے ہیں۔ صرف اور صرف نواز اور شہباز کے بغض میں۔ ان کا کیا خیال ہے کہ عوام اندھی ہے؟ کون سی ایسی سڑک انہوں نے بنائی ہے جس پر عوام کو سہولت ملی ہو؟

جناب سپیکر! انہوں نے اورنج لائن ٹرین کے لئے جو بجٹ مختص کیا تھا، اورنج لائن ٹرین کا کام 90 فیصد سے زیادہ ہو چکا تھا اور باقی 10 فیصد کو مکمل کرنے میں بھی یہ ناکام ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ بجٹ کہاں جا رہا ہے جو یہ منظور کرانے جا رہے ہیں؟ انہوں نے باقی کا 90۔ ارب روپے کہاں لگایا ہے، کون سا ایسا ادارہ ہے اور کون سا ایسا شعبہ ہے جس میں انہوں نے کوئی کام کیا ہو؟

جناب سپیکر! ان کی نااہلی اور ان کی نالائقی کی کہانی ان کے کانوں میں نہیں پڑے گی کیونکہ یہ نااہل اور نالائق لوگ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جلدی سے wind up کریں۔

محترمہ عنیزہ فاطمہ: جناب سپیکر! یہ کوئی عوامی نمائندے نہیں ہیں بلکہ یہ سب کے سب selected لوگ ہیں۔ انہیں کیا پتا کہ عوام کے ریلیف کی بات کیسے کرتے ہیں اور انہیں کیا پتا کہ عوام کا دکھ درد کیا ہوتا ہے؟ ہم تو عوام میں جاتے ہیں، عوام کی باتیں سنتے ہیں اور عوام سے ووٹ لے کر یہاں پر بیٹھے ہیں۔ ہمارے قائدین عوام کے ووٹ لے کر آئے تھے وہ کسی کے کندھوں پر سوار ہو کر نہیں آئے تھے جس طرح یہ آئے ہیں اور اسی لئے چیختے پھرتے ہیں۔ ان سے کہیں کہ

اب یہ کام کر کے دکھائیں اور فلاں حکومت اور فلاں حکومت کے دعوے چھوڑیں کیونکہ انہیں دس ماہ ہوگئے ہیں اور اب یہ کہانی ختم ہو گئی ہے اس لئے ہمیں ان سے کام چاہیئں۔ اگر نہیں کر سکتے تو حکومت چھوڑیں اور اپنے گھروں میں جا کر بیٹھیں۔ انہیں چاہئے کہ عوام کے لئے کچھ کریں ورنہ اپنے گھر جائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): جناب سپیکر! شکریہ۔ ابھی ہاؤس کے اندر ضمنی بجٹ کے بارے میں بات کی جارہی ہے۔ پچھلے ادوار کے اندر بھی اپوزیشن میں بیٹھ کر جب ضمنی بجٹ کے اوپر بات کی جاتی تھی تو وہ جو ضمنی بجٹ اس وقت دیا جاتا تھا، ابھی میری بہن نے بات کی ہے کہ ان کی compart آ گئی ہے تو ان سے پوچھ لیں کہ دس سال تو ان کی compart آتی رہی ہے کبھی یہ پاس نہیں ہوئے اور ہماری compart کی آج انہوں نے بات کر دی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان کے دور حکومت میں جو ضمنی بجٹ دیا جاتا رہا وہ صرف مخصوص مقاصد کے لئے تھا۔ وہ مقاصد کیا تھے کہ ضمنی الیکشن آ گیا، ضمنی الیکشن جیتنا ہے اور ترقیاتی سکیموں کی announcement کرنی ہے۔

جناب سپیکر! میری بہن وزیر صحت ڈاکٹر صاحبہ یہاں پر بیٹھی ہیں جن کا ضمنی الیکشن بھی آیا اور بہت سے دوستوں کا ضمنی الیکشن اس دور کے اندر آیا ہے۔ اس دور کے اندر ضمنی الیکشن کی سکیمیں دی جاتی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ ووٹ خریدنے کے لئے اُس ضمنی بجٹ سے مالی امداد کی جاتی تھیں۔ اس ہاؤس کی وہ تمام ضمنی بجٹ کی books امانت ہیں آپ وہ نکال لیں۔

جناب سپیکر! ان سے ذرا پوچھیں کہ وہ ضمنی الیکشن کے اندر جو آپ مالی امداد دیا کرتے تھے، وہ کس مد میں دیا کرتے تھے؟ انہوں نے دس ضمنی بجٹ دیئے ہیں اور دس ضمنی بجٹ کے اندر۔۔۔

محترمہ راحیلہ نعیم: جناب سپیکر! یہ غلط بات کر رہے ہیں، یہ اس طرح الزام نہیں لگا سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اپنی باری پر بات کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ راحیلہ نعیم: جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ پر بات کریں۔ اس طرح بات کریں گے تو ہم بات نہیں کرنے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ آپ اپنی باری میں بات کر لیں۔this is very wrong آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال! آپ بات کریں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): جناب سپیکر! ان میں سچ سننے کا حوصلہ نہیں ہے۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں، میں نے آپ سے request کی ہے وہ کتابیں منگوائیں، یہاں پر رکھیں ان کو ان کا اصلی چہرہ دکھائیں۔

جناب سپیکر! ان کے ضمنی بجٹ کی وجہ سے میرے صوبے کے اندر mafias پیدا ہوئے۔ داماد مافیا، بیٹے مافیا، سریہ مافیا، چینی مافیا، ٹینٹ مافیا، کھاد مافیا، مرغی مافیا، وزیر خزانہ مافیا۔ اس صوبے کے اندر یہ سب ضمنی بجٹ کی وجہ سے بنے ہیں۔ ان mafias سے آپ پوچھیں۔

محترمہ زیب النسا: جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ بجٹ پر بولیں، انہیں کہیں جھوٹ نہ بولیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔order in the House آپ اپنی باری میں respond کریں۔ آپ اپنے جذبات کا اظہار اپنی باری میں کریں۔ آپ ہاؤس کے ماحول کو خراب نہ کریں۔ اُن کو بات کرنے دیں اُن کے بعد آپ respond کریں۔ آپ کو پورا موقع دیا جائے گا۔order in the House, this is not the way جی، میاں محمد اسلم اقبال! آپ بات کریں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): جناب سپیکر! 56۔ارب کی بات کی جارہی ہے ان سے ذرا پوچھیں کہ 56 کمپنیاں کس نے بنائی ہیں؟ وہ 56 کمپنیاں بنا کر کن کو نوازا گیا؟ وہ ساری چیزیں سامنے لے کر آئیں اور وہ پیسے کدھر گئے، وہ باہر لے گئے، وہ کھا پی گئے، یہی لوگ کہتے تھے اور یہاں پر ہمارے ہاؤس کے ایک ممبر رہے ہیں وہ کہتے تھے جناب آصف علی زرداری آپ نے کتنے پیسے کھانے ہیں، آپ کا پیٹ کیسے بھرے گا، آپ پیسے کھا کھا کر تھکتے نہیں ہیں؟ اب آپس میں جھپیاں پا پا کر تھکتے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! ان سے پوچھیں۔ یہ پولیس کی کارکردگی کا کہتے ہیں انہیں کون سا آئی جی چاہئے تھا، انہیں وہ آئی جی چاہئے تھا جو ماڈل ٹاؤن کا واقعہ کرے، عورتوں کے منہ پر فائر مارے، حاملہ عورتوں کو ذبح کر دے، لوگوں کو تباہ کر دے اور انہیں چاہئے تھا کہ جاتی امرا کے ارد گرد جو چاردیواری ہے جو 72 کروڑ روپے سے بنی ہے ان کو اُس طرح کا آئی جی چاہئے تھا۔ ان کو وہ آئی جی چاہئے تھا جو ان کا ذاتی ملازم بن کر ان کی خدمت کرے۔

جناب سپیکر! انہوں نے میٹرو بسیں بنائیں، اورنج ٹرین بن رہی ہے مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے ساؤتھ بیلٹ کے اندر، سرائیکی علاقے کے اندر یہاں پر اُس علاقے کے معزز ممبران بیٹھے ہیں اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بات کریں کہ اُس سرائیکی بیلٹ کے اندر آپ نے کتنے ڈویلپمنٹ کے کام کئے ہیں۔ آپ نے صرف اور صرف ایک اورنج اور ایک میٹرو کے نام کے اوپر اربوں روپے کمائے ہیں۔ آپ کے گھر کے داماد جس کے اوپر کیس ہے اس نے ایک جو عمارت بنائی ہے وہ عمارت کرائے پر دے دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! یہ میں نہیں کہہ رہا یہ وہ بندہ سی ای او کہہ رہا ہے جو آپ نے انرجی کمپنی کے اندر خود بھرتی کیا تھا۔ آپ کی مجبوری ہے کہ آپ نے اپنی لیڈر شپ کو defend کرنا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری کارکردگی یہ ہے کہ اگر ہم نے کنٹینر پر چڑھ کر بات کی تھی کہ ہم اداروں کو اتنا مظبوط کریں گے کہ کرپٹ لوگ اندر ہوں گے اور ہم نے اندر کئے ہیں اسی لئے۔۔۔

جناب آغا علی حیدر: جناب سپیکر! یہ میری طرف اشارے کر رہے ہیں میں نے تو ان کو کچھ نہیں کہا۔ یہ زیادتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب آغا علی حیدر! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا ماشاءاللہ اچھا کریکٹر ہے کیا ہو گیا ہے؟ جی، میاں محمد اسلم اقبال بات کریں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): جناب سپیکر! آخر میں میری گزارش یہ ہے کہ میں آپ کے توسط سے اپوزیشن سے بات کروں گا کہ یہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ آپ نجی محفلوں کے اندر بیٹھ کر بات کرتے ہیں کہ ہمارے لیڈر چور ہیں، ہمارے لیڈر

اس ملک کو کھا گئے ہیں، یہ ایوان کی گیلری میں بیٹھ کر سب کے ساتھ باتیں کرتے ہیں کہ ہمارے لیڈر چور ہیں تو پھر اُن چوروں کا پیچھا چھوڑ دیں آپ کو خدا کا واسطہ ہے۔ خدا کو جان دینی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب بلال اکبر خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، ملک محمد احمد خان!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے جب اُنہیں ٹائم دیا ہے، ہمیں بھی اُس کا جواب دینے دیں۔ آپ نے اُن سے جواب لیا ہے یا نہیں لیا ہے؟ ایسے نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین !ایسے نہ کیا کریں ؟میرے پاس معزز ممبران کی پوری لسٹ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ان کی بات کا جواب دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس کا جواب نہیں۔ جی، ملک احمد خان! آپ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے اُن سے جواب لیا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔this is not the way آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ نہیں ہو سکتا، نہیں نہیں not at all یہ جواب میں نے دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں میری بات غور سے سنیں ۔you should be seated. This is not the way. نہیں بالکل نہیں۔ جی، ملک محمد احمد خان!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جواب سننا پڑے گا" کی نعرے بازی)

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین! کو دو منٹ دے دیں۔ میں ان کے بعد بات کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک محمد احمد خان! this is not the way بالکل نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ہمیں بھی جواب دینے دیں، آپ ہمیں جواب کیوں نہیں دینے دیتے؟

MR DEPUTY SPEAKER: Sheikh Alla-ud-Din Shaib! You should be seated.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے گورنمنٹ کو ہمیشہ سپورٹ کیا ہے۔ ایسے نہیں ہو سکتا۔ آپ ہمیں جواب دینے دیں، ہمیں بولنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ you should be seated

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ میں اگر ثابت نہیں کروں گا کہ انہوں نے غلط بات کی ہے تو میں resign کروں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"شیر، شیر" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو مائیک نہیں دیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نیازی گو، گو نیازی گو" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران تشریف رکھیں۔

No slogan in the House, No slogan in the House.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے اُن کو ٹائم دیا ہے۔ ہمیں جواب کیوں نہیں دینے دیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایسے نہیں۔

You can't dictate the Chair like this. No you can't dictate the Chair like this. You should be seated. You can't dictate me. I am being very neutral

آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ this is not the way

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے ان کے بعد ٹائم دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو بالکل موقع دیا جائے گا۔ آپ کو پورا موقع دیا جائے گا۔ آپ کا لسٹ میں نام بھی نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ لسٹ کو چھوڑیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لسٹ کو چھوڑنے کی بات نہیں ہے آپ کی پارٹی والوں نے لسٹ دی ہے۔

Sorry I can’t give you the mic. I am very sorry and you please be seated.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ سے پوائنٹ آف آرڈر لے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، Sorry۔

شیخ علاؤالدین: کیوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ I cannot give you the mic

شیخ علاؤالدین: جب منسٹر صاحب کو بات کرنے کا موقع دیا تو مجھے بھی جواب دینے کا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا نام میرے پاس لکھا ہوا ہے۔ I am very sorry. You please be seated. میں آپ کو موقع دوں گا لیکن اس وقت نہیں۔(شور و غل)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف
کی جانب سے "گو نیازی گو" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار
کی جانب سے "نواز شریف چور ہے، شہباز شریف چور ہے" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف
کی جانب سے "گلی گلی میں شور ہے، علیمہ باجی چور ہے" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار
کی جانب سے "گلی گلی میں شور ہے، سارا ٹبر چور ہے" کی نعرے بازی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سب تشریف رکھیں، وزیر قانون بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ جو ماحول پیدا ہوا ہے اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ آج ضمنی بجٹ پر عام بحث ہو رہی ہے جن دوستوں نے اُدھر سے نام دیئے ہوئے ہیں انہوں نے بات کرنی ہے اور جن دوستوں نے اِدھر سے نام دیئے ہوئے ہیں انہوں نے بات کرنی ہے۔ شیخ علاؤالدین میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں، یہ فرما رہے ہیں کہ میں نے جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کس بات کا جواب دینا ہے؟ اگر کسی سوال کا جواب دینا ہو تو وہ صرف منسٹر دے سکتا ہے، یہ اپنی باری پر صرف تقریر کر سکتے ہیں لیکن کسی ممبر کی تقریر کا جواب نہیں دے سکتے۔ یہ اپنی باری پر تقریر کریں سپیکر صاحب ٹائم دیں گے، یہ request بھیجیں اس پر سپیکر صاحب ٹائم دیں گے اور پھر یہ اپنا مافی الضمیر بیان کریں لیکن خدارا اس کو مذاق مت بنائیں یہاں سارے دوستوں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم بات یہ ہے کہ یہ ان کا ٹائم ہے، یہ اپوزیشن کا ٹائم ہے، یہ ہمارا ٹائم نہیں ہے۔

جناب محمد مرزا جاوید: جناب سپیکر! یہ سارا جھوٹ بولتے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ میاں محمد نواز شریف نے ملاقات کرنے سے منع کیا ہے، انہوں نے کب منع کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ شیخ علاؤالدین! میں نے آپ کا نام لکھ لیا ہے حالانکہ آپ کی request نہیں ہے لیکن پھر بھی میں نے آپ کا نام لکھ لیا ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ ان کو ٹائم دیں یہ بولیں، یہ جتنا بولنا چاہتے ہیں بولیں لیکن اس کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں شیخ علاؤالدین سے پھر دوبارہ عرض کروں گا کہ یہ request بھیجیں آپ ان کو ٹائم دیں پھر وہ اپنی بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان کا نام لکھ لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! اس طرح اپوزیشن اپنا وقت ضائع کر رہی ہے یہ ہمارا ٹائم نہیں ہے، یہ اپوزیشن کا ٹائم ہے۔ انہیں چاہیئے کہ اس opportunity کو avail کریں اور یہ جتنی بھی تنقید گورنمنٹ پر کرنا چاہتے ہیں کریں یہ ان کا right ہے اور ہم اس کا جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک محمد احمد خان!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں آپ نے مہربانی کی اور مجھے وقت عنایت کیا۔ گزارش یہ ہے کہ وزیر قانون نے درست فرمایا کہ general discussion کے دوران جواب دینے کا حق منسٹر کو ہوتا ہے۔ ابھی سردار صاحب اُٹھے اور انہوں نے جناب خلیل طاہر سندھو کی بات کا جواب دیا۔ اگر during the proceedings ایک ممبر وقت مانگ رہے تھے تو شاید وہ اتنا رولز کو violate نہیں کر رہے تھے۔ اگر رولز کا اتنا جھگڑا ہے تو میرے مشاہدے میں یہ ہے کہ اس اسمبلی کی creation سے لے کر آج تک ایسا نہیں ہوا کہ اس اسمبلی نے کوئی بل پاس کیا ہو اور گورنمنٹ اس پر جا کر ایسے بیٹھی ہو جیسے یہ بیٹھے ہیں۔ ہمیں اس چیز سے غرض نہیں ہے لیکن اس ہاؤس کی supremacy کا سوال ہے، separation of powers کا حساب ہے۔ کسی executive کو یہ legislation encroach کرنے کا right نہیں ہے۔ اجلاس کے شروع میں جناب سعید اکبر خان نے یہ نکتہ اٹھایا تھا۔ اُس وقت تک ہاؤس کی proceedings ایک قدم بھی آگے نہیں چلنی چاہیئے تھی جب تک یہ معاملہ resolve نہ ہو جاتا۔ The Bill passed by Assembly where is it? کیا میں تھانے میں جا کر درخواست جمع کراؤں کہ کسی کے پاس

بل کی کاپی پڑی ہے آپ ایف آئی آر درج کریں؟ اگر یہ رولز کی پاسداری ہے اور اگر کچھ چیزوں پر اُس پر آنکھ بند ہے تو پھر اِس پر بھی یہ آنکھ بند کرلیں جب شیخ علاؤالدین بات کا جواب دینا چاہ رہے تھے۔۔۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور/لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں انتہائی معذرت کے ساتھ صرف ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون وپارلیمانی امور/لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! یہ بات جو میرے بھائی کر رہے ہیں یہ پہلے اس معزز ایوان میں اٹھائی گئی تھی اور اس پر گورنمنٹ کی طرف سے categorically یہ assurance آئی تھی کہ اسی سیشن کے دوران اس معاملے کو resolve کرلیا جائے گا۔ یہ ہماری commitment ہے لہٰذا اس کو اب دوبارہ repeat کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اسی سیشن میں ہم اس کو resolve کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک محمد احمد خان!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ ضمنی بجٹ ایک extraordinary measure ہوتا ہے اور یہ respective گورنمنٹ کرتی رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں میاں اسلم اقبال کی تقریر کے مندرجات سے اختلاف کرتا ہوں کہ وہ جو کہہ رہے تھے کہ گرانٹس اس انداز میں دی جاتی تھی لیکن successive governments اسے کرتی رہی ہیں۔ میری گورنمنٹ نے بھی ضمنی بجٹ دیا تھا۔ کوئی recurring accounts ہوتے ہیں اور کوئی non recurring accounts ہوتے ہیں اور کسی مد میں یہ دینے پڑتے ہیں۔ کوئی بہت ضروری اخراجات ہوتے ہیں جو اٹھائے جاتے ہیں تو ان پر یہ دینا پڑتے ہیں لیکن دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ جو گورنمنٹ اپنے financial disciplines کو claim کرتی ہے کہ میں اپنے ایک

financial discipline کے اندر کام کر رہی ہوں تو پھر 90-ارب روپے اضافی اخراجات مانگنا تو کسی financial discipline کے اندر کام کرنے کی دلیل نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پھر کس مد میں پیسے مانگے جا رہے ہیں؟ ذرا غور فرمالیں۔ مجھے اعتراض نہیں ہے میں conceptually اس پورے narrative پر سخت معترض تھا جب ریاست مدینہ کی بات کی جاتی تھی تو میں نے کہا کہ یہاں ہم نے تماشا دیکھا کہ democracy کے نام پر ایک claim تھا اور بنا، change کے نام پر ایک claim تھا اور بنا، political narrative ترتیب دیئے جاتے ہیں اور ان پر بات کی جاتی ہے لیکن جب ریاست مدینہ کا دعویٰ کر دیا تو پھر تقاضا یہ تھا کہ اس کی حرمت میں اس narrative کی حرمت میں اور اس بیانیے کی حرمت میں کم از کم اتنی لاج رکھیں کہ کس کے مدعا پر کھڑے ہو کر ریاست مدینہ بنانے کی دعوے داری کی جارہی ہے؟ یہ تو راز رکھتے اور یہ کیا کیا؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج میں آپ کے سامنے لمبی بحث میں نہیں جاتا۔ مجھے یقین ہے کہ وزیر خزانہ کو کچھ ایسے expenditures جو بار بار recur ہو رہے ہیں ان کو ادا کرنے کے لئے اس ہاؤس سے منظوری لینی پڑے گی۔ I am not going into that minor details پر ان کا وقت اور آپ کا وقت ضائع نہیں کروں گا لیکن میں یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ وزیر اعلیٰ جو دعویٰ کرتا تھا کہ میں اخراجات کو کم کروں گا اس اسمبلی کی طرف سے جاری کردہ اخراجات کے بعد پھر 16 کروڑ روپے کیوں مانگ رہا ہے؟ اس کو 16 کروڑ روپے کی کس لئے ضرورت ہے، کن اخراجات کی مد میں مانگ رہا ہے؟

جناب سپیکر! پھر میں یہ پوچھوں گا کہ یہ گورنر پنجاب، انہوں نے تو گورنر ہاؤس کو بیچنے کی بات تھی کہ گورنر ہاؤس میں یونیورسٹی بنے گی، پبلک کے لئے کھولا جائے گا، یہ وہ اخراجات ہیں جو اس ریاست مدینہ میں نہیں ہوں گے کہ جہاں پر انگریز کے دور کے بنائے ہوئے یہ گورنر ہاؤسز تھے ان کو ختم کو کیا جائے گا کہ یہ استعمار کی نشانی تھی جن کی بنیاد پر اس صوبے، اس ملک اور اس خطے کے لوگوں کے ساتھ زیادتی کرتی رہی، وہ تو آج بھی اسی شان و شوکت کے ساتھ کھڑے ہیں اور ان کے لئے پھر آٹھ آٹھ کروڑ روپے مزید مانگے جا رہے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر! ?What is it میرا مدعا تھا کہ انفراسٹرکچر develop کرتا ہوں، یہ میرا فرض تھا یا میری بہتری تھی فیصلہ عوام کے ہاتھ میں ہے، میرا مدعا تھا کہ میں ٹرانسپورٹ کو بہتر بناتا ہوں۔ میرا مدعا تھا کہ میں 8 ہزار کلو میٹر روڈز بناتا ہوں، میرا مدعا تھا کہ میں bridges بناتا ہوں، میرا مدعا تھا کہ میرے پارٹی کے نظریے میں یہ ہے کہ میں ترقیاتی کام کرکے انفراسٹرکچرز develop کرکے پارٹی کو alleviate کرتا ہوں تو میں نے کیا، میں نے مانگے تو کوئی جرم کیا، آپ نے تو دعویٰ کیا تھا کہ یہ اخراجات نہیں ہوں گے تو کیوں مانگ رہے ہو اور کس لئے مانگ رہے ہو؟ اور پھر ایڈووکیٹ جنرل کے دفتر میں فوج ظفر موج بھرتی کرر کھی ہے۔ کس کام کے لئے اس لئے کہ قائد حزب اختلاف کے خلاف مقدمات بنائیں، cases کریں، جھوٹے مقدمے بنائیں وہ مقدمے جن کی کوئی حیثیت نہیں اور جب کورٹ آف لاء میں جائیں وہیں پر جاکر first judicial scrutiny میں ان cases کو اڑا دیا جائے۔ یہ 56 کروڑ روپیہ مانگ رہے ہیں، کس لئے وکیلوں کو فیسیں دینے کے لئے، گورنمنٹ کے تو اپنے وکلاء کافی ہوں گے کہ وہ ان مقدمات کو جس میں کورٹ ان کو طلب کرے جاکر دیں، کس مد میں یہ پیسے مانگ رہے ہیں کہ ایڈووکیٹ جنرل آفس کو یہ خطیر رقم دے دی جائے، کن چیزوں کے لئے ?to pay the fee، میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے پانچ منٹ عنایت فرمائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک محمد احمد خان! بات کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ مجھے اس practice سے اختلاف ہے۔ اگر میری گورنمنٹ یہ کرتی رہی تو یہ میری گورنمنٹ پر ناقدین تنقید کرتے تھے کہ ضمنی بجٹ نہیں لینا چاہئے تو show with conduct آپ demonstrate کرتے اور آپ ضمنی بجٹ نہ مانگ کر یہ روایت قائم کرتے کہ اس ہاؤس نے جو تخمینہ کی اجازت تھی اس کے اندر financial discipline کے تحت ہم نے یہ پورا کر دیا۔ demonstrate بھی نہیں کیا (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کا دعویٰ یہی تھا کہ ہم یہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ ایک اور اہم نکتہ پر اسی بجٹ کے حوالے سے مبذول کراؤں گا کہ یہ جو shout اور cry ہیں کہ کہاں پر کیا غلطی ہوئی، آنے والی نسلیں معاف نہیں کریں گی۔میری بات کو لکھ لیں، میں ہر custodian of the House کے سامنے درخواست کرتا رہا ہوں اور آپ کے سامنے بھی رکھ رہا ہوں، اس پارلیمنٹ کی working کو متروک ہونے سے بچا لیں، اگر میری گورنمنٹ کے کسی دور میں کچھ غلط تھا تو میں نے general discussion کے دوران بھی، مجھے وزیر قانون سے توقع ہے، وہ ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں، ان کے ساتھ میاں محمد اسلم اقبال بیٹھے ہیں، کرنل صاحب بیٹھے ہیں اور میں مخدوم ہاشم جواں بخت سے بھی توقع رکھ سکتا ہوں،

Tell me that, this was your project and it was wrongly conceived, I will admit it in the public

جناب سپیکر!میں مان کر جاؤں گا یہ طے کریں اور فیصلہ کریں کہ آپ نے کہا کہ sustainable growth چاہئے، بابا sustainable growth اس financial discipline کے ساتھ نہیں آئے گی۔ اگر آپ نے financial discipline impose کرنا ہے، میری غلطیوں کی مجھے نشاندہی کرنی ہے، ہر speech میں Margaret Thatcher کا جب contest تھا تو

She said don’t tell me incumbents as previous what I did, I knew I was there what I did and I know it.

جناب سپیکر!مجھے پتا ہے کہ میں نے کیا ہے، میں اسی claim پر کھڑا ہوا، یہ روز مجھے بتانے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ آپ نے یہ کیا، آپ نے یہ کیا۔ میرا کیا میرے ساتھ، آج آپ گورنمنٹ ہیں، آپ سے سوال کرنے کا میرا حق ہے۔ آپ نے مجھ پر تنقید کی اور میں نے برداشت کی لیکن میں مانتا کہ اگر آپ کے financial discipline درست ہوتے تو آپ کی تنقید مجھ پر درست تھی۔ میں نے 85۔ارب روپے مانگے تھے پھر تو آپ 5۔ارب روپے مجھ سے زیادہ مانگ رہے ہیں۔ اگر میں نے مانگے تھے تو کسی ڈویلپمنٹ پر مانگے تھے، آپ تو صرف اخراجات کی مد میں مانگ رہے ہیں، آپ تو دعویٰ کرتے تھے کہ یہاں پر ہم ریاست مدینہ والی وہ مثال قائم کریں گے کہ

جہاں پر خلیفہ چٹائی پر سوتا تھا، انصاف کرتا تھا، یہ انصاف ہے کہ 56،56 کروڑ روپے وکیلوں کو فیسیں دینے کے لئے بے گناہوں پر مقدمے قائم کرنے کے لئے، ایسا انصاف میں نہیں مانتا۔

جناب سپیکر! میری صرف یہ درخواست ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر جناب محمد بشارت راجا نے کہا کہ ٹھیک ہے، جو مدعا معزز ممبر جناب بلال فاروق تارڑ اٹھا رہے تھے وہ specifically یہ اُٹھا رہے تھے کہ What happened to that commission? وہ جو پولیس ریفارمز جن کا claim جناب عمران خان مثالی پولیس کا ہر جلسے میں کرتے تھے اس کی مد میں رکھے گئے اخراجات کس طرح برداشت ہوئے، کیا وہ کمیشن قائم ہوا، کیا درانی صاحب نے وہ اپنی سفارشات دیں، چودھری یعقوب کی سربراہی میں بنائی کمیٹی کبھی convene ہوئی، کیا وزیر قانون نے اس اسمبلی کے اندر لاکر کوئی رپورٹ دی، بجٹ کٹوتی کی بحث میری مختلف ہوگی لیکن میں ریفارمز کا پوچھتا ہوں کہ وہ ریفارمز جو آپ نے کبھی کی ہی نہیں، خیبر پختونخوا میں شوکت شاہ ان کے ہوم سیکرٹری تھے انہوں نے کچا چٹھہ کھولا، انہوں نے کہا کہ یہ سارا misgoverned ہے، انہوں نے کہا کہ یہ جو مثال پولیس کی بات کرتے ہیں، capacity کی تو ANP نے، پولیس ریکروٹمنٹ کی تو ANP نے، یہاں پر تو پانچ سال میں صرف نعرہ بازی ہوئی، یہ demonstrate کریں تو میں مان جاؤں گا۔

جناب سپیکر! میری صرف اتنی درخواست ہے کہ you have been very gracious کہ آپ نے مجھے کچھ میرے allotted وقت سے زیادہ وقت عنایت کیا۔

جناب سپیکر! میں تو آج ضمنی بجٹ پر بات بھی نہیں کرنا چاہ رہا تھا there were other speakers جنہوں نے بات کرنی تھی۔ I am really grateful to you and I would insist کہ آپ شیخ صاحب کو موقع دیں جیسے سردار صاحب کو موقع ملا، جیسے اور منسٹرز صاحبان نے اور باقی ممبران نے کسی چیز کو rebut کرکے بات کی،

Kindly show your grace and allow Sheikh Sahib to speak for a minute.

جناب سپیکر: جی، جناب مرادراس!

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آج اصل میں problem کیا ہوا ہے۔ یہ اتنا شور کیوں اور یہ اتنے کاغذ کیوں آپ کو سب چیزیں نظر آ رہی ہیں۔ کل یہ سوئے ہوئے تھے، ان کو پتا بھی نہیں لگا کہ بیس منٹ کے اندر جب بجٹ پاس ہوا یہ یہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ بجٹ پاس ہو رہا ہے۔ ان کو پھر ان کی پارٹی نے ڈنڈے مار کر آج بھیجا ہے کہ خدا کا واسطہ ہے کہ جا کر کوئی شور مچاؤ اور کچھ کرو۔ یہ ان کی حالت ہے۔

محترمہ زیب النسا: جناب سپیکر! یہ غلط بول رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ No, cross talk.

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): یہ ان کی حالت ہے کہ یہ کل سوئے پڑے تھے، ان کو کل رات کو ڈنڈے پڑے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مراد راس! ایک منٹ خاموش ہوں۔ ملک صاحب کی باری میں کسی نے interrupt نہیں کیا، آپ بھی interrupt نہ کریں۔ اپنی باری پر جواب دیں۔

محترمہ زیب النسا: جناب سپیکر! یہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھ جائیں۔ جی، جناب مراد راس!

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! ان کو زبردستی دھکے دیئے گئے کہ آج اسمبلی میں جاؤ اور جس نے شور نہ مچایا اس کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ آج یہ پورے پورے زور سے آئے ہیں کیونکہ میڈیا تک پریشان تھا کہ 150 سے زیادہ ممبران کی اپوزیشن بیٹھی ہوئی ہے لیکن کل کسی نے ایک لفظ تک نہیں بولا تھا۔ ہم یہاں پر پانچ سال تک اپوزیشن میں تھے اور اس جگہ سے 30 لوگ کبھی ہلے نہیں تھے۔ جب بجٹ پاس ہو رہا ہوتا تھا تو سپیکر صاحب کو کانوں میں ٹوٹیاں لگانی پڑتی تھیں کیونکہ انہیں آواز نہیں آ رہی ہوتی تھی۔ کیا یہ 150 ممبران کل سوئے پڑے تھے؟ آج تو انہیں زبردستی بھیجا گیا ہے کہ جا کر شور مچاؤ، آج جا کر نمبر بناؤ، کچھ نہیں ہونا ہم نے جو کرنا تھا کل کر لیا ہے۔ انہوں نے جو کل بجٹ پاس کرنے میں ہمارا ساتھ دیا ہے اس پر میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم سب کو مل کر اپوزیشن کا شکریہ ادا کرنا چاہئے چونکہ انہوں نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔ اب میں تھوڑا سا بتادوں کہ وزیراعلیٰ ہاؤس میں entertainment کی مد میں 8 کروڑ روپیہ بچایا گیا ہے۔ اس کے بعد سکیورٹی پر 66 فیصد کم کیا گیا ہے، یہ جو بار بار 90 بلین روپے ضمنی بجٹ کی بات کر رہے ہیں اس میں سے۔۔۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! کیا یہ بجٹ پر تقریر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وارث شاد! بیٹھ جائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب محمد وارث شاد کے خون سے ہی انقلاب آ سکتا ہے ورنہ نہیں آ سکتا۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! آپ رولنگ دیں کہ کیا یہ ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وارث شاد! آپ تشریف رکھیں اور انہیں بات کرنے دیں۔ وہ general discussion میں حصہ لے سکتے ہیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ جی، منسٹر صاحب! آپ بات کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! یہ صبح سے 90 بلین روپے کا رونا رو رہے ہیں اس 90 بلین روپے میں سے 56 بلین روپے تو ان کے ہیں جو ان کے outstanding debts تھے جو ان کے outstanding cheques تھے۔ انہوں نے cheques لکھ کر دے دیئے لیکن اکاؤنٹ کے اندر پیسے تھے اور نہ ہی پروا تھی کہ کسی نے pay ہونا ہے۔ کسی کو pay کرنا ہے یا نہیں کرنا اور یہ چوروں کی طرح بھاگ گئے۔ انہوں نے cheques لکھے اور چوروں کی طرح بھاگ گئے کہ جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔ کوئی حد ہوتی ہے، کوئی شرم ہوتی ہے، کوئی حیا ہوتی ہے کہ چیک لکھو تو کم از کم اسے honour تو کرو۔ چیک تو honour کر نہیں سک رہے۔

جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے بڑا کچھ کیا ہے، انہوں نے بڑے بڑے کمال کئے ہیں میں انہیں صرف ایک چیز کی یاد دہانی کرا دوں اور میں نے پچھلے پانچ سال بھی انہیں یاد دہانی کرائی تھی۔ انہوں نے صاف پانی کے لئے کمپنیاں بنا دیں اور سب کچھ بنا دیا۔

جناب سپیکر! میں ماڈل ٹاؤن اور گلبرگ سے الیکشن لڑتا ہوں جہاں ان کے لیڈر کے گھر ہیں میں نے وہاں ان کو ہرایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں اب آپ کو یہ بتاؤں کہ یہ وہاں 35/30 سال سے رہ رہے ہیں۔ آپ گلبرگ کی کچی آبادیوں میں جا کر نلکا کھولیں تو مٹی سے بھرا ہوا گٹر کا بودار پانی آتا تھا۔ ان کو سڑکیں اور بریجز بنانے کا بڑا شوق تھا لیکن اپنے گھر کے حلقے میں لوگوں کو صاف پانی تک نہیں دے سکے۔ آپ باقی ساری چیزیں چھوڑ دیں لاہور کے گلبرگ، گارڈن ٹاؤن اور ماڈل ٹاؤن کے اندر یہ ایک نلکے سے صاف پانی نہیں دے سکے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم سب کچھ کرنے جا رہے تھے لوگ مر گئے سب کچھ چھوڑ دیں یہ تو صاف پانی تک تو دے نہیں سکے تو باقی کیا کریں گے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: اب بس کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! آخری بات، حوصلہ کریں، بڑے عرصے بعد موقع ملا ہے اس لئے حوصلہ کریں۔ یہ آج کے حالات کے بارے میں بات کرتے ہیں وہ سارے حالات تو ان کے create کئے ہوئے ہیں، آج جو اس ملک میں suffering ہے اور جو عوام کے ساتھ ہو رہا ہے وہ سب ان کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ سب کچھ ان کا create کیا ہوا ہے، ان کے create کئے ہوئے debts ہیں، ان کے create کئے ہوئے problems ہیں۔

جناب سپیکر! جو آج عوام بھگت رہی ہے وہ سب کچھ ان کا کیا ہوا ہے۔ مگر آپ نے دیکھنا ہے کہ انشاء اللہ تحریک انصاف کی حکومت عوام کے مسائل حل کرے گی اور اُن کو دوبارہ کبھی موقع ملنا ہی نہیں ہے، آج جو یہاں بیٹھے ہیں شاید آپ کو یہ بھی نظر نہ آئیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تحریک انصاف کی حکومت لوگوں کے مسائل حل کرے گی، آپ کو یہ مسائل حل کر کے دکھائیں گے اور پنجاب کو ایک مثالی صوبہ بنائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس وقت تک کسی بات کا ذکر نہیں کرتا جب تک وہ باقاعدہ ریکارڈ پر موجود نہ ہو۔ میں سب سے پہلے تو آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے بات کو سمجھا

ہے لہٰذا میری استدعا ہے کہ اب آپ میری بات سن لیں۔ میاں محمد اسلم اقبال انڈسٹری کے منسٹر ہیں ان سے میرا اچھا تعلق ہے، بھائیوں کی طرح ہیں۔

جناب سپیکر! میں ان کے ریکارڈ سے ان کے سامنے بات کروں گا اور انہوں نے بات کی ہے تو میں نے بات کرنی ہے۔ میں ایک tip of the iceberg دے رہا ہوں جو پورے ہاؤس کے سمجھنے کی بات ہے کہ کیا کیا ہے۔ ابھی جناب مراد راس کہہ رہے تھے کہ ہمارا کیا ہوا ہے اور سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بُرا کیا وہ کیا۔

جناب سپیکر! پچھلے سال جب نومبر 2017 میں کرشنگ سیزن شروع ہوا تو یہ کرشنگ سیزن مارچ تک جاتا ہے، آپ زمیندار ہیں اور میں بھی زمیندار ہوں یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ اس وقت -/44 روپے فی کلو چینی بک رہی تھی۔

جناب سپیکر! میں ان چھ مہینوں میں ہر دوسرے دن میٹنگ لیا کرتا تھا۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ دن رات کوشش کے باوجود میں شوگر ملوں سے کسانوں کو 180 فی من کی payment نہیں کروا سکا۔ مل مالکان کہتے تھے کہ ہمیں چینی -/52 روپے فی کلو پڑ رہی ہے لہٰذا ہم تو -/44 روپے میں نہیں بیچ سکتے۔

جناب سپیکر! اس پر لمبی بات ہوئی جو میں یہاں نہیں کرنا چاہتا کہ کیا کیا اور کیا کیا ہوا لیکن اس میں کوئی foreign instrument نہیں ہے کوئی foreign material نہیں ہے آج بھی گنے کا ریٹ -/180 روپے فی من دیا گیا ہے-اس -/180 روپے میں اگر کوئی imported چیز ہوتی تو میں ڈالر کا impact دے دیتا لیکن آج چینی -/80 روپے فی کلو کے حساب سے بک رہی ہے اور میاں محمد اسلم اقبال نے کہا کہ وہ مافیا ہے۔

جناب سپیکر! آج آپ اس ملک اور پنجاب کی عوام پر احسان کریں گے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیجئے اور میں یہ ثابت کروں گا کہ فی کلو -/36 روپے کس کی جیب میں جا رہے ہیں۔ آپ بھی ایک منٹ میں سمجھ جائیں گے اور ہاؤس کے باقی معزز ممبران بھی سمجھ جائیں گے۔ ہر مل کی output کی limit ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں مثال دے رہا ہوں کہ اگر ایک مل ایک لاکھ ٹن چینی بنا رہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ آپ اسے 25 فیصد rebate دے دیں یہ چھوڑ دیں کہ اس نے نہیں بنایا۔ اس ملک کے ساتھ باقی فیکٹریوں میں بھی جو کچھ ہوتا ہے اس کا مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہے لیکن آپ بتائیں کہ 75 فیصد production پر یہ پیسا کس کی جیب میں جا رہا ہے جو ابھی میرے بھائی صاحب کہہ رہے تھے۔ اگر مسلم لیگ (ن) کے پچھلے دور حکومت میں چینی -/43 اور -/44 روپے فی کلو کے حساب سے بک رہی تھی تو آج -/80 روپے میں کیوں بک رہی ہے؟ آپ کھانے پینے کا کوئی ایک آئٹم بتا دیں جس کا پچھلے سال کا ریٹ آج بھی ہو۔ جب ہم یہ بات کرتے ہیں تو ہمیں کہتے ہیں اور ابھی جناب مراد راس بھی یہی فرما رہے تھے کہ ہمارا کیا دھرا ہے۔ میں آج حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم بہت بُرے تھے ہم جیسے بھی تھے لیکن آپ نے اس ایک سال میں کیا دیا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب شہباز احمد): جناب سپیکر! بہت کچھ دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شہباز احمد! شیخ علاؤالدین کو بات کرنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ صرف یہ دیکھیئے کہ ہم -/121 روپے پر ڈالر چھوڑ کر گئے تھے لیکن آج ڈالر کہاں ہے؟

جناب سپیکر! میں آج آپ کو ایک اور بات بتا دوں آپ اس پر کمیٹی بنا دیں تو میں prove کروں گا کہ یہ ملک اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے میں لفظ نہیں بولنا چاہتا یہ repayment پر کیسے جائے گا اور یہ ہمیں بُرا بھلا کہتے ہیں یہ ملک ہم سب کا ہے ان کا بھی ہے اور ہمارا بھی ہے۔ اگر ہم بُرے ہیں تو ہمیں بُرا کہیں لیکن میرے بھائی میاں محمد اسلم اقبال آپ اپنی منسٹری کے ریکارڈ سے نکال دیں نہیں تو میں تاریخیں دیتا ہوں اس کے اندر minutes نکال لیں اور میں ثابت کروں گا۔

جناب سپیکر! آپ آج کمیٹی بنائیں میں قوم کے سامنے ثابت کروں گا کہ یہ پیسا کن کی جیبوں میں گیا ہے اور یہ کہاں جا رہا ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری): جناب سپیکر! آج مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ ہمارے معزز پارلیمنٹیرین شیخ علاؤالدین نے یہاں ایوان میں کھڑے ہو کر اپنی دس سالہ ناکامیوں میں سے ایک ناکامی تسلیم کی کہ کاشتکار جو دن رات محنت کرتا ہے، جو اپنے خون پسینے کی کمائی سے اپنی فصل تیار کرتا ہے یہ طے شدہ ریٹ کے مطابق اس کی فصل کا صحیح معاوضہ دلانے میں ناکام رہے ہیں۔

جناب سپیکر! الحمدللہ ثُم الحمدللہ پاکستان تحریک انصاف کو یہ credit جاتا ہے کہ گنّے کے طے شُدہ ریٹ کے مطابق یعنی -/180 روپے فی من کے حساب سے کسانوں کو گنّے کی قیمت ملی ہے بلکہ بعض لوگوں نے -/220 روپے فی من کے حساب سے بھی گنّا فروخت کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیر برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ جناب فیصل حیات جبوانہ نے -/220 روپے فی من کے حساب سے اپنا گنّا فروخت کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بے شک -/220 روپے فی من گنّے کے حساب سے بھی چینی کی cost نکال لیں تو پھر بھی چینی کی قیمت موجودہ ریٹ سے بہت کم بنتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین! آپ تشریف رکھیں اور منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔

وزیر خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے شیخ علاؤالدین سے کہوں گا کہ وہ بے فکر ہو جائیں ہم ساری cost نکالیں گے۔ جب گنّے کے rates کے حوالے سے ہماری شوگر ملز مالکان کے ساتھ پہلی میٹنگ ہوئی تو ان میں سے ایک mill owner نے مجھے بتایا کہ میں قرآن اُٹھانے کے لئے تیار ہوں کہ میں نے -/240 روپے فی من کے حساب سے گنّا خریدا ہے۔ طے شُدہ ریٹ -/180 روپے اور کاشتکار کو -/240 روپے فی من کے حساب سے گنّے کا ریٹ مل رہا ہے تو پھر یہ credit کس کا ہے؟ سابق حکمران پچھلے دس سالوں میں ایک مثال نہیں دے سکتے کہ انہوں نے کسی کاشتکار کا فائدہ کیا ہے بلکہ انہوں نے تو کاشتکاروں کا استحصال خود کروایا ہے۔ گنّے کے کاشتکاروں کی 27۔ارب روپے کی خطیر رقم پچھلے تین چار سالوں سے شوگر ملز مافیا دبا

کر بیٹھا ہوا تھا۔ کاشتکاروں کو یہ ادائیگی کس نے کروائی اور zero balance کس نے کروایا؟ تحریک انصاف نے کروایا۔

جناب سپیکر! حقائق بہت تلخ ہیں۔ تحریک انصاف کے دور حکومت میں گندم کی یہ پہلی procurement تھی۔ ماضی کے دس سالوں میں کاشتکاروں کو -/1300 روپے فی من گندم کی قیمت یہ ایک مرتبہ بھی نہیں دلوا سکے۔ یہاں صوبہ پنجاب میں باردانہ کے نام پر کاشتکاروں کی تذلیل ہوتی رہی۔ سابق حکمران مافیا کے ساتھ اکٹھے ہو کر بنکوں سے پیسے لیتے اور کاشتکار کا استحصال کرتے تھے۔ ان کے دور حکومت میں کاشتکاروں کو گندم کی قیمت ایک ہزار روپے، ایک ہزار 50 روپے یا -/1100 روپے فی من کے حساب سے زیادہ کبھی نہیں مل سکی۔ اس مرتبہ ہم نے کاشتکار کی دہلیز پر جا کر اس کی گندم کا ایک ایک دانہ خریدا ہے اور حکومت نے -/1300 روپے فی من کے حساب سے گندم کی قیمت کاشتکار کو اس کے گھر میں جا کر دی ہے۔ یہ ہمارے ساتھ کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں؟ سابقہ حکمرانوں کو پچھلے دس سالوں میں اپنی اصلاح کے کئی مواقع ملے ہیں لیکن انہوں نے اپنی اصلاح نہیں کی اور کاشتکاروں کا استحصال کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلا موقع دیا اور ہم اس پہلے chance میں سرخرو ہوئے ہیں۔ ہم نے کسانوں کا استحصال نہیں ہونے دیا اور آئندہ بھی نہیں ہونے دیں گے۔ ماضی میں غیور کاشتکاروں کی تذلیل ہوتی رہی ہے۔ اس مرتبہ چھوٹا کاشتکار جو گندم کی 50 بوری لے کر آتا تھا اسے موقع پر ہی ادائیگی کی گئی ہے۔ جن سنٹروں سے بنک دُور تھے وہاں پر بنکوں کو پابند کیا گیا کہ وہ ان سنٹروں پر اپنے بوتھ قائم کریں۔ اس مرتبہ گندم کی خریداری کے حوالے سے حکومت کی طرف سے بڑے انقلابی اقدامات اُٹھائے گئے ہیں۔ تحریک انصاف کی حکومت رواں سال کاشتکار کو اس کا معاوضہ دلوانے میں سو فیصد کامیاب ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! سابقہ دور حکومت میں چار چار سال تک کسانوں کو ان کی فصل کی قیمت نہیں ملتی تھی۔ ان کے دور میں اپنے من پسند لوگوں کو باردانہ دیا جاتا تھا۔ ان کے دور حکومت میں مافیا کے لوگ کاشتکاروں سے -/1100 روپے فی من لے کر گندم کے خریداری سنٹروں پر -/1300 روپے فی من کے حساب سے فروخت کرتے تھے۔ ہماری حکومت میں اس مرتبہ یہ تماشا نہیں ہونے دیا گیا۔

جناب سپیکر! ابھی معزز ممبر شیخ علاؤالدین فرما رہے تھے کہ میں گھومتا رہا لیکن اپنی انتہائی کوشش کے باوجود کاشتکار کو -/180 روپے فی من گنّے کی قیمت نہیں دلوا سکا۔ ہم کہیں نہیں گھومے، ہم نے حکومت کی رٹ قائم کروائی اور کاشتکار کو گنّے کی صحیح قیمت دلوائی۔ مافیا کے وہ لوگ جو کہ شوگر ملز مالکان کے ساتھ مل کر کاشتکار کا استحصال کرتے تھے ہم نے ایسے 600 لوگوں کے خلاف مقدمات درج کروائے ہیں اور ان پر 52 لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔ یہ کٹوتی کے نام پر کاشتکاروں کو لوٹتے رہے ہیں۔ جب کسی شوگر ملز پر انسپکشن ٹیم جاتی تھی تو حکمرانوں کی طرف سے فون آ جاتا تھا کہ واپس آ جاؤ۔ ہمارے دور میں شوگر ملوں کی عملی طور پر inspections ہوئی ہیں۔ اس مرتبہ شوگر ملز والوں کو کاشتکاروں کا معاوضہ بروقت دینا پڑا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

وزیر خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری): جناب سپیکر! جی، بہتر ہے۔ اس کے باوجود حزب اختلاف کی طرف سے اگر کوئی اچھی اور قابل عمل تجویز آتی ہے تو ہم اس پر لازمی طور پر غور کریں گے۔ ابھی شیخ علاؤالدین نے کہا تھا کہ گنّے کی قیمت، چینی کی cost اور چینی کی قیمت کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائی جائے تو ہم کمیٹی بنانے کے لئے بھی تیار ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کمیٹی بنائیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! کمیٹی بنائیں۔

وزیر خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری): جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت اور دُکھ کے ساتھ کہوں گا کہ ہماری مثبت تجویز یا آفر کو بھی یہ اس طرح مذاق میں اُڑا دیتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کی طرح ان کی عادت بن چکی ہے۔ ان کی یہ عادت ہے کہ انہوں نے پانچ کلو کاغذ پھاڑ کر جاتے ہیں۔ آپ یہاں ایوان میں دیکھ لیں کہ انہوں نے ہر طرف ضمنی بجٹ کے کاغذات پھاڑ کر پھینکے ہوئے ہیں۔ ہم ان کی تمام باتوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ سُنتے ہیں اور ان کی قابل عمل تجاویز پر عمل کرنے کے لئے بھی تیار ہیں لیکن ایک گزارش ہے کہ یہ اپنا روّیہ درست کریں۔

جناب سپیکر! ان کا یہ behavior انتہائی نامناسب ہے۔اس ایوان میں بات کرنے کا ایک طے شدہ طریق کار طے ہے اسی کے اندر رہتے ہوئے انہیں بات کرنی چاہئے۔ہم سب معزز ممبران سمجھ دار، mature اور دو دو لاکھ عوام کے نمائندے ہیں۔ہم اگر ان اسمبلیوں میں آکر کاغذ پھاڑ کر پھینکیں، چیخ و پکار کریں یا شور مچائیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ طحیا نون! ضمنی بجٹ پر بات کریں گی۔

محترمہ طحیا نون: السلام علیکم! جناب سپیکر! کیا میں آپ کی اجازت سے انگلش میں بات کرلوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ انگلش میں بات کرلیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کمیٹی کا کیا ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین! تشریف رکھیں اور محترمہ کو تقریر کرنے دیں۔

MS TAHIA NOON: Mr Speaker! The supplementary budget for irrigation & Land Reclamation is over Rs 2.8 billion. This is out of the 61 allocations only a handful is specific as to where the funds were spent. Two specific projects were in Rajanpur. Sadly the rest of the expenditure is vague & unspecific under the headings of Canal irrigation, tubewells excess expenditure, irrigation dams etc.

Mr Speaker! We should know exactly where this money was directed this is not a small sum that was spent throughout the fiscal year. The recent irrigation budget had a reactive mindset instead of being proactive, and securing our future. This supplementary budget is a reflection of the same thought process. The lack of clarity in the supplementary budget makes one worry about the budget that was just passed. The recent budget was neither equitable nor balanced. In the budget there are 13 new irrigation schemes out of which only three are in South Punjab, and out of the three, two are in Rajanpur. The NDMRF and survey investigation & research new schemes whilst remembering DG Khan as South Punjab have forgotten that Bahawalpur division

constitutes a third of South Punjab. The new drainage & floods schemes are 68 percent in South Punjab & 80 percent of these are in Multan & DG Khan. Bahawalpur has been rather ignored as has much of Punjab. This budget promised regional equalization in the development programme. Sadly that was not reflected. In fact if one were to look at the PML(N) schemes that are progress for irrigation the split between the North and South of Punjab is 53 percent to 47 percent in the entirety of the budget only one scheme was for Sargodha and is an ongoing scheme from PMLNs tenure.

Mr Speaker! Instead of being reactive what is required is a comprehensive Punjab Development Plan. For example we currently spend 1.9 billion on importing palm oil. Frankly that is over 30 percent of the loan IMF is loaning us and we spend it in one year.

Mr Speaker! The Food Department should focus on local growth, development & production of edible oils. Consumption of palm oil is ecologically unsound and unhealthy. In Punjab heart disease, cancer & diabetes are amongst the more urgent medical issues. We in Punjab are food deficient. Our youth and children are not given access to safe, healthy nutritious food. This leads to a lack of physical & mental growth. It was for this reason the PML(N) started the multi nutrient scheme.

Mr Speaker! All departments like Education, Irrigation, Environment, Food, Agriculture, and Health etc. are intertwined. Our Adhoc supplements to departments are not the answer to a badly constructed & unjust budget. A careful and thoughtful comprehensive Punjab Development Plan is necessary for securing our future. Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، سید رفاقت علی گیلانی!

معاون خصوصی برائے وزیر اعلیٰ محکمہ اوقاف و مذہبی امور(سید رفاقت علی گیلانی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور اُن کی پوری ٹیم کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے تاریخ میں پہلی دفعہ جنوبی پنجاب کے لئے دردِ دل کے ساتھ اتنا بجٹ مختص کیا۔

جناب سپیکر! میں حزب اختلاف کے اپنے بھائیوں سے ایک سوال کرتا ہوں کہ ان کے بقول جب ہماری معیشت بہت بہتر تھی تو کیا انہوں نے آج تک جنوبی پنجاب کے لئے اتنا بڑا بجٹ رکھا، اتنے پراجیکٹس دیئے؟ یہ ان کے لئے ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اپنے پسماندہ ضلع لیّہ کی بات کروں گا کہ پچھلی حکومت نے ہمیں کوئی میڈیکل کالج نہیں دیا، کوئی یونیورسٹی نہیں دی لیکن میں اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمارے درد کو سمجھا اور ہمیں میگا پراجیکٹس دیئے۔ ہمیں اپنے ضلع کے لئے میڈیکل کالج اور ایک یونیورسٹی کی ضرورت ہے اور میں یہاں پر یہ آواز بھی بلند کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع لیہ deserve کرتا ہے کہ اُس کو ڈویژن بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا ایک بار پھر شکر گزار ہوں اور میں اپنی اس بات کو سرائیکی کے ایک شعر پر ختم کرنا چاہوں گا:

دعا شاکر تُوں منگی رکھ دعا جانے خدا جانے
تُوں ڈیوا بال کے رکھ چا، ہوا جانے خدا جانے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا منور حسین!

رانا منور حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ بڑے دنوں سے یہ باتیں سُن رہے ہیں کہ ریاست مدینہ کا ماڈل پیش کیا جارہا ہے مجھے بار بار یہ الفاظ سُن سُن کر ندامت سی محسوس ہوتی ہے کہ ریاست مدینہ میں جو بجٹ آتا تھا یا اُس وقت ترتیب بنائی گئی تھی اُس کے بجٹ میں کبھی deficit نہیں آیا تھا، وہاں پر اقلیتوں کو کبھی disgrace نہیں کیا گیا تھا بلکہ وہاں پر اپنی ذات کو minus کیا جاتا تھا اور تقویٰ کی بنیاد پر تمام فیصلے

ہوتے تھے چاہے وہ فیصلے ایڈمنسٹریشن کے ہوں یا فنانس کے ہوں۔ تو میں نے آج تک تاریخ کے کسی ورق پر ریاست مدینہ کے بارے میں نہیں پڑھا کہ اُن کو کبھی اضافی بجٹ کی ضرورت پڑی ہو۔

جناب سپیکر! میں اگر آبپاشی کے بجٹ کو دیکھوں تو آبپاشی کے سسٹم کو دیکھ کر مجھے کسانوں کی حالتِ زار پر ترس آتا ہے کہ اتنی بارشیں ہوئی ہیں جن کی وجہ سے سارے ڈیم پانی سے بھرے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی ہمارا زمیندار پریشان ہے، ہماری زمینیں پیاسی ہیں اور آج آپ دیکھیں کہ جس طرح سے یہ آبپاشی کے سسٹم کو چلا رہے ہیں جہاں پر sweet water zones ہیں وہاں پر تو نہری پانی بار بار دیا جاتا ہے جبکہ جہاں پر brackish and slime area ہے وہاں پر پانی کم کیا جاتا ہے بلکہ rotation programme کے تحت پانی دیا جاتا ہے تو یہ ریاست مدینہ کا ماڈل نہیں ہے۔

جناب سپیکر! پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں کروڑوں روپے کی جو سکیمیں چل رہی تھیں اُنہیں discrimination کر کے رُوک دیا گیا ہے، لوگوں کو پانی پینے سے محروم کیا گیا ہے، لوگوں کو بنیادی سہولتوں سے محروم کیا گیا ہے۔ جن سڑکوں پر کام جاری تھے اور تھوڑے تھوڑے کام باقی رہ گئے تھے وہاں پر اُن کاموں کو روک دیا گیا ہے تو یہ مدینہ کی ماڈل ریاست کا sketch نہیں ہے بلکہ یہ اُس کی خلاف ورزی ہے اس کو میں خلاف ورزی کہوں گا اور اس کی سزا یقیناً وہ لوگ بھگتیں گے جنہوں نے ریاست مدینہ کا ماڈل پیش کیا لیکن اُس کی صریحاً خلاف ورزی کی۔ اس ملک میں کبھی کوئی نظام مصطفیٰ کے نام پر آتا ہے، کبھی کوئی کرپشن ختم کرنے کے نام پر آتا ہے اور اب یہ ایک نیا باب کھولا گیا ہے کہ ہم ریاست مدینہ کا charter لے کر آئے ہیں اُس کے تحت ہم نے کام کرنا ہے لیکن مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی۔

جناب سپیکر! اس deficit budget کو حزب اختلاف پوری طرح سے condemn کرتی ہے اور reject کرتی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب واثق قیوم عباسی!

جناب واثق قیوم عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ2018-19 پر بات کرنے کا موقع دیا۔

اگر وہ پوچھ لیں ہم سے کہ کس بات کا غم ہے

تو کس بات کا غم ہے اگر وہ پوچھ لیں ہم سے

جناب سپیکر! اس بات کا افسوس نہیں ہوتا ہمیں، درد اور رنج اس بات کا نہیں ہوتا ہمیں کہ حزب اختلاف ہمارے ضمنی بجٹ پر، حزب اختلاف ہماری کارکردگی پر، حزب اختلاف ہماری performance پر واویلہ مچاتی ہے اور چیخ و پکار کرتی ہے بلکہ ہمیں افسوس اور رنج اس بات کا ہے کہ ہم حزب اختلاف کے کس رُوپ کا تعین کریں؟ اُس رُوپ کا جو ہاؤس میں کھڑے ہو کر درد بتاتا ہے یا اُس رُوپ کا تعین کریں جو سابقہ دس سالوں میں اس عوام کی چیخیں نکالنے میں ملوث ہے؟ ہم حزب اختلاف کے کس رُوپ کا تعین کریں اور میری یہ بات on the record ہے کہ جس کا صدر واشگاف الفاظ میں یہ کہتا رہا کہ اس ملک کا سب سے بڑا ناسُور کرپشن ہے یہ ان کے اپنے لیڈر کے بیانات ہیں اور ان کے لیڈر اپنی تقاریر میں یہ بیان دیتے رہے کہ "کھاندے آں تے لاندے وی آں۔" (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! آج اسی ایوان میں کھڑے ہو کر یہ ضمنی بجٹ پر تنقید کرتے ہیں۔ مجھے اس بات پر حیرانی ہوتی ہے۔ ہمیں پہلے یہ identify کرنا ہے کہ ہمارے خلاف اپوزیشن کون سی ہے، ایک وہ چہرہ جو ہاؤس میں فاضل معزز ممبران کا ہے یا وہ چہرہ جو ہاؤس سے باہر دوسرے لوگوں کا ہے۔

جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ جس پر اتنا واویلہ اور شور مچا ہوا ہے تو میں افسوس سے کہنا چاہوں گا کہ اگر آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ اس بجٹ کے اندر ساڑھے پانچ کروڑ کی تو وہ liability بھی ہے جو اسلام آباد کے پنجاب ہاؤس کی ہے جس میں ان کے لیڈر اہلخانہ کے ساتھ کھانے نوش فرماتے رہے اور آرام کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر کسی گھر میں بچہ کسی کو غلط چیک دے آئے تو بڑا دکھ ہوتا ہے کہ اس نے بڑا غلط کام کیا ہے۔ اب اس کے خلاف ایف آئی آر بھی ہو گی اور یہ تھانے بھی جائے گا لیکن اس سے بڑا رنج اس وقت ہوتا ہے کہ گھر کا سربراہ یہ کام کرے تو یہ سابقا حکومت جاتے جاتے 150۔ارب کے liabilities کے چیک چھوڑ گئی ہے تو یہ تحفہ ہمارے لئے ہی چھوڑ کر گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دُکھ اس بات کا ہے کہ جب حکومت کے چیک disown ہوتے ہیں، افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ جب حکومت آنے والی حکومت کے لئے liabilities چھوڑ کر جاتی ہے اور خود انہیں ختم نہ کرے۔ یہاں پر سابقادور کے انفراسٹرکچر کے بارے میں شور وغل کیا جاتا ہے کہ 650۔ارب کا پراجیکٹ 200۔ارب روپے میں کر دیا۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں ہم آپ سے بار بار گزارش کرتے ہیں کہ کسی ایک پراجیکٹ کے بارے میں کہہ دیں کہ پنجاب کے اندر دس سالوں میں چھ سے آٹھ ہزار ارب روپے کے ڈویلپمنٹ کے پراجیکٹس ہوئے ہیں۔ ان میں سے پچاس فیصد سے زائد پیسے ہم نے قرضوں سے حاصل کئے اور ایک پراجیکٹ بھی ایسا نہیں ہے جو آج ہمارا قرضہ واپس کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہو یہاں تو سارا قرضہ مانگ کر واپس کرنا پڑا ہے۔

جناب سپیکر! ہم پر بار بار چور دروازے اور selected کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔

Mr Speaker! Alhamdulilah Imran Khan and CM Usman Buzdar are elected by the people and chosen by Allahtallah. We are proud to say this. We are elected by the people and selected by Allahtallah.

جناب سپیکر! میں گزارش کرتا چلوں کہ ان لوگوں کی کارکردگی کا یہ عالم رہا کہ سات آٹھ ہزار ارب کے پراجیکٹس کرنے کے باوجود کوئی ایک پراجیکٹ پاکستان کا قرضہ اتارنے میں ممد ومعاون ثابت نہیں ہو سکا۔ اگر ایک چھوٹی سی مثال بہاولپور سولر پاور کے پراجیکٹ کی لے لیں تو دنیا کا مہنگا ترین پراجیکٹ لگایا گیا جو ایک سو میگاواٹ کا ہے۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ اس کی output production 80 میگاواٹ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کریں۔

جناب واثق قیوم عباسی: جناب سپیکر! میں پھر سے کہتا چلوں گا کہ نئے پاکستان کی نئی ترجیحات یہ ہیں کہ سب سے پہلے ہم اپنی قوم کو قوم بنائیں گے۔ ہم اس پر پیسے لگائیں گے اور اپنے شہریوں کو اچھا اور بہترین شہری بنائیں گے۔ ہم پھر لوگوں کو بتائیں گے کہ قوم بڑی کیسے بنتی ہے اور ریاست مدینہ کیسے بنتی ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب طارق مسیح گل!

جناب طارق مسیح گل: شروع کرتا ہوں اس نام سے جس نام میں برکت پائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! حکومت ضمنی بجٹ کی 90۔ارب روپے کی اضافی رقم مانگ رہی ہے۔ اس سے پہلے میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج یہاں پر عجیب قسم کی بات ہوئی ہے۔ میں اس بات پر تھوڑا سا کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر میرے بھائی ایک ساتھی بندر پال صاحب نے یہ کہا۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب شہباز احمد): جناب سپیکر! ان کا نام مہندر پال ہے۔

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! میں ننکانہ صاحب گیا تھا تو وہاں پر میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے یہ نام لیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں ان کی بات سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار نے کہا کہ مہندر پال سنگھ)

جناب سپیکر! آپ اس پر کمیٹی بنائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہاں پر کہا کہ میں جوزف کالونی کی بات کرتا ہوں، میں شانتی نگر کی بات کرتا ہوں اور میں گوجرہ کی بات کرتا ہوں کہ انہوں نے یہاں پر کوئی کام نہیں کیا۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ میری بات کان کھول کر سنیں اور میرے ساتھ جوزف کالونی چلیں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہاں کے لوگ قائد محترم شیر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی کتنی تعریف کرتے ہیں اور ان کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ انہوں نے وہاں کام کیا، انہوں نے

گوجرہ میں کام کیا، انہوں نے شانتی نگر میں کام کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان کو جوتیاں پڑنی چاہئیں۔ میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ لیڈر کوئی بھی ہو چاہے وہ پی ٹی آئی کا ہو، پاکستان پیپلز پارٹی کا ہو یا پاکستان مسلم لیگ(ن) کا ہو تو میں کہتا ہوں کہ کوئی بھی ہو صحابہ کرام سے کسی کا نام اوپر نہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی کا نام اوپر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ جوتیاں تو اس کو مارنی چاہئیں جو صحابہ کرام کے بارے میں گستاخی کرتا ہے اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ ان کا ہسٹری میں نام نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ عائشہ اقبال!

محترمہ عائشہ اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب سپیکر! میں اپنی حکومت کو مبارکباد دیتی ہوں کہ جس نئے پاکستان کا میں نے خواب دیکھا تھا ویسا ہی بجٹ پیش ہوا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی خواب کو لے کر میں سیاست میں آئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ہم نے آج کے اجلاس کو wind up کرنا ہے اس لئے مختصر بات کریں۔ ابھی کافی ممبران نے بات کرنی ہے۔ ممبران تین منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

محترمہ عائشہ اقبال: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں بات ختم کرتی ہوں۔ میں صرف ایک بات کروں گی کہ پاپولیشن پلاننگ پر ایمرجنسی نافذ کی جائے۔ ہم جتنے بھی اچھے منصوبے بنالیں اگر ہماری آبادی 2040 میں دُگنی ہو جائے گی تو پھر ہم ہر طرف سے ناکام ہو جائیں گے۔ میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ پاپولیشن پلاننگ پر ایمرجنسی نافذ کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، جناب بلال اکبر خان!

جناب بلال اکبر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے موقع دینے کا بہت شکریہ۔ ہم لوگ جو پہلی دفعہ اسمبلی میں آئے ہیں تو یہاں کا ماحول دیکھ کر عجیب لگتا ہے کیونکہ پہلے لگتا تھا کہ اندر معلوم نہیں کیا ہوتا ہو گا۔ ہم سب کو ضمنی بجٹ پر تیاری کر کے آنی چاہئے تھی لیکن پی ٹی آئی

والے تو اس طرح کی تیاری کر کے آئے ہیں کہ ہم نے یہاں جھوٹ کے پہاڑ کھڑے کرنے ہیں اور ثابت کرنا ہے کہ پچھلے دس سال دنیا کی سب سے بُری حکمرانی کے یہاں پنجاب میں گزرے ہیں۔

جناب سپیکر! میاں محمد اسلم اقبال نے یہاں پر کہا کہ یہاں پر مافیا کا راج ہے۔ یہاں مافیا راج کرتی رہی ہے تو میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ جو مافیا راج کرتی تھی تو وہ شوگر مافیا ہے۔ وہ آپ کی ہے وہ ہماری نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضمنی بجٹ اس لئے پیش کیا جاتا ہے تاکہ ضمنی الیکشن کے اندر آپ لوگوں کی مدد کر سکیں۔ جناب عمران خان کو گھوٹکی کے اندر الیکشن کمیشن نے نوٹس پیش کیا ہے کہ آپ نے وہاں جا کر اعلانات کیسے کئے ہیں۔ ان کو شاید اس بات کا علم نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہاں جناب مراد راس نے کہا کہ پاکستان کی ساری مشکلات ہماری وجہ سے ہیں۔ ہماری وجہ سے واقعی ساری مشکلات ہیں کہ آج سے پانچ سال پہلے بجلی کے مسائل تھے وہ بھی ہم نے پیدا کئے تھے تو ایسا نہیں ہم نے وہ مسائل دور کئے تھے۔ ہم نے دہشت گردی ختم کی ہے۔ یہاں آٹھ نئے ہسپتال بنے ہیں، یونیورسٹیاں بنی ہیں، سڑکیں بنی ہیں۔

جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم سے پوچھنا چاہوں گا کہ آپ اپنی منسٹری کی بات کریں۔ پنجاب میں سولہ ہزار PEEF کے سکول چل رہے ہیں۔ آج تک ان کو نو نو ماہ سے تنخواہیں تک نہیں دی گئیں اور آپ نے ان کے لئے ضمنی بجٹ میں ایک روپیہ رکھا ہے، کیا یہ زیادتی نہیں ہے، کیا یہ ہمارے ایجوکیشن سسٹم پر pre-planned attack نہیں ہے؟ لیکن وہ یہاں پر صاف پانی کمپنیوں کی بات کرتے ہیں حالانکہ انہیں اپنی کارکردگی پر بات کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، اب محترمہ فرح اعظمیٰ! وہ بات کریں۔

ملک محمد وحید: جناب سپیکر! میں بھی یہاں پر اپنی پارٹی کی نمائندگی کرنے آیا ہوں لہٰذا مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک محمد وحید! آپ ابھی تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

سیدہ فرح اعظمیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے لیکن سب سے پہلے میں اس side پر بیٹھے ہوئے بھائیوں کے لئے ایک شعر عرض کرنا چاہتی ہوں جو کہ اتنی دیر سے تقریریں کرنے میں مصروف ہیں۔

تاریخ کی آنکھوں نے وہ دور بھی دیکھے ہیں
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

جناب سپیکر! تو یہ صدیوں کی سزا ہم نے بھگتی ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو پاکستان کی عوام پر رحم آیا اور انہوں نے پاکستان کو ہمارے قائد جناب عمران خان جیسا لیڈر عطا کیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بار بار اپنے دس سالہ دور کا ذکر کرتے ہیں کہ اس دور میں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی تھیں تو میں اس دس سالہ دور پر بھی ایک چھوٹا سا شعر عرض کروں گی۔

شہر ماتم تھا اقبال کا مقبرہ
تھے عدم کے مسافر بھی آئے ہوئے
خوں میں لت پت کھڑے تھے لیاقت علی
روح قائد بھی تھی سر جھکائے ہوئے
کہہ رہے تھے سبھی کیا غضب ہوگیا
یہ تصور تو ہرگز ہمارا نہیں

جناب سپیکر! تو یہ وہ تصور ہے جس کو یہ لوگ آگے لے کر چل رہے تھے اس سے عوام اس قدر پریشان تھی تو پھر اللہ تعالیٰ کو اس قوم پر رحم آیا اور جناب عمران خان جیسے عظیم لیڈر کو اس قوم کی حکمرانی سونپی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ!

سیدہ فرح اعظمیٰ: جناب سپیکر! میں اپنے قائد جناب عثمان احمد خان بُزدار اور مخدوم ہاشم جواں بخت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنے مختصر وسائل میں اتنا اچھا بجٹ پیش کیا ہے جس وجہ سے ہمارے اپوزیشن ممبران کو سخت تکلیف ہے کیونکہ سابقہ ادوار میں بجٹ پیش ہونے کے

بعد جو پیسے ملتے تھے وہ آدھے میرے اور آدھے تیرے ہوتے تھے لیکن اس مرتبہ چونکہ سب کو پتا ہے کہ یہ تمام بجٹ عوام پر خرچ ہو گا اس لئے ان کو زیادہ تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! سب سے اہم بات مجھے اپوزیشن کی یاد آئی کہ وہ بار بار ریاست مدینہ کا مذاق آڑاتے ہیں اور ریاست مدینہ کو ریاست نابینا کہتے ہیں۔ ہمارے قائد جب نابیناؤں میں آئینے بانٹتے تھے تاکہ وہ اس آئینے میں اپنی سچائیاں دیکھ سکیں تو جو اپنی شکل نہیں دیکھ سکے انہوں نے اس ریاست کو ریاست نابینا کہہ دیا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ! آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے اور اب اجلاس کل مورخہ 28-جون2019 کو ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی اور cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی شام 5:00 بجے تک جاری رہے گی باقی مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 144/4 کے تحت مقررہ اوقات کے بعد براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔

Now, the House is adjourned to meet on Friday the 28th June, 2019 at 3.00 pm.